كتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(کامل)

روزہ کے مسائل

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ:
مرحبا اکیڈمی

سلسلہ اشاعت نمبر 82-80

یا اللہ مدد

اصل کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار

کتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(حصہ اوّل)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

روزہ کے مسائل

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 80

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: فضائل واحکامِ رمضان المبارک (حصہ اوّل)

سلسلہ اشاعت: 80 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفیؔ آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 40

قیمت: 100 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 22 ذی الحجہ 1419ھ مطابق 9 اپریل 1999ء بروز جمعة المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حصہ اوّل 5

کِتابُ الصّیام 5

ماہ رمضان المبارک کے فضائل 5

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد 5

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان 5

ماہ رمضان المبارک کے فضائل 6

مسئلہ۔ کیفیت روزہ۔ روزہ کے احکام وحدود 6

احکام القرآن 9

خیرات کا ثواب 12

احکام القرآن 13

روزے اور ان کے فضائل 13

رمضان کی فضیلت 14

احکام القرآن 15

قرآن مجید کی خصوصیات 16

روزہ رکھنے کا حکم 16

اللہ آسانی چاہتا ہے۔ مریض کو رعایت 17

مسافر کو رعایت 17

دُعاء 22

مسئلہ اَجَابَۃَ الدَّعَآءِ (دعا کا قبول ہونا) 22

دعا کی دو شرطیں 24

روزوں کی راتوں میں ازدواجی تعلقات 28

روزہ کے اوقات افطار وسحر 31

صبح صادق تک سحری کا وقت رہتا ہے 32

اعتکاف کے احکامات 34

حدود اللہ 35

عورت گھر میں اعتکاف کرے 35

عورت کہاں اعتکاف کرے 36

مرد مسجد میں اعتکاف کرے 36

اعتکاف کے مسائل 37

اعتکاف کی تین قسمیں 37

اعتکاف میں جو باتیں جائز ہیں 38

صفات مومن 39

☆☆☆☆

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی [شوریٰ پ ۲۵]

فرما دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتہ داروں میں محبت چاہیے۔

شجرۂ مودّت

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی — یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

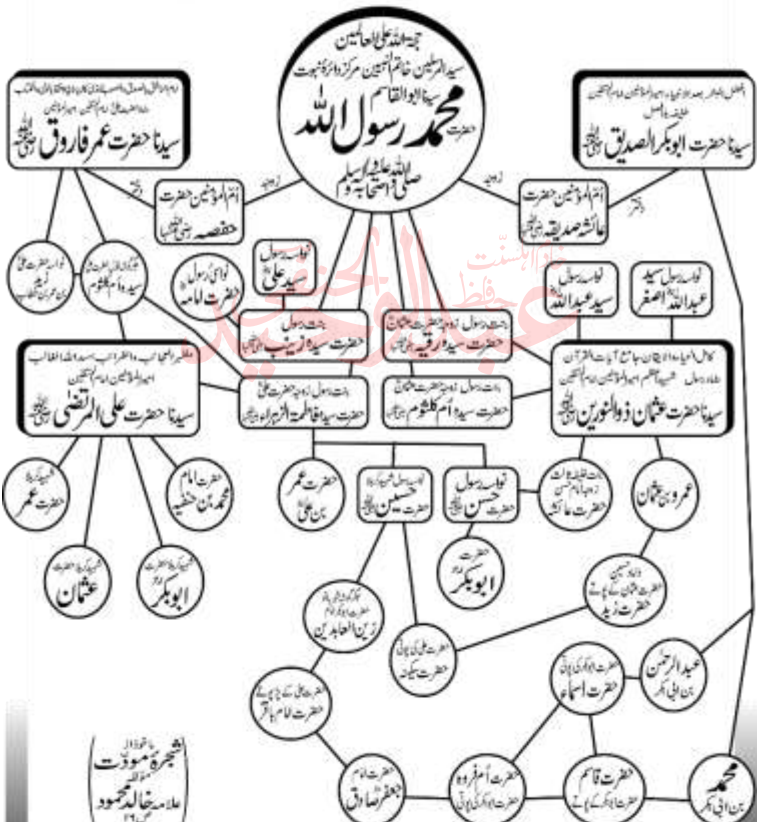

alnoor 0334-8706791 www.alnoors.com Management Chakwal (Pakistan)

حصہ اوّل

کِتابُ الصّیام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

ماہ رمضان المبارک کے فضائل

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

جب حق تعالیٰ تم سے اے ایمان والو! کے لفظ سے خطاب فرمائے تو ہمہ تن متوجہ ہو کر، کان لگا کر سنو۔

کیوں کہ اس خطاب کے بعد یا تو کسی چیز کے کرنے کا حکم صادر ہو گا یا کسی چیز کے کرنے سے روکا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اس پیارے خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف و مشقت جاتی رہتی ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا میں یا حرف ندا ہے۔ یَا سے خطاب اہل دانش سے کیا جاتا ہے اور لفظ اَیُّ سے معیّن منادیٰ مراد ہے۔ اور لفظ ھَا منادیٰ کی تنبیہ کے لیے لایا گیا ہے۔ اور لفظ الَّذِیْنَ سابق تعارف و

پرانی صحبت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور لفظ آمَنُوا اُس معیّنؔ راز کی طرف اشارہ ہے۔ جو پکارنے والے اور پکارے جانے والے کے درمیان ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے وہ ایمان والو جو اپنے پُر خلوص راز کے ساتھ اپنے دل و دماغ سے میرے ہو۔ تم پر روزے فرض اور واجب کردیے گئے ہیں۔ [1]

ماہ رمضان المبارک کے فضائل

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	كُتِبَ	عَلَيْكُمُ	الصِّيَامُ
اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو	فرض کیے گئے	اوپر تمہارے	روزے

كَمَا	كُتِبَ	عَلَى الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ
جیسا کہ	فرض کیے گئے تھے	اوپر ان لوگوں کے جو	تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ [2]
تا کہ تم	پرہیز گار بن جاؤ

مسئلہ۔ کیفیت روزہ۔ روزہ کے احکام وحدود

(۱) یہ دو آیتیں روزے کی فرضیت، بیمار، مسافر اور شیخ فانی کے روزے کے احکام بیان کرتی ہیں۔

---

[1] غنیۃ الطالبین حصہ دوم مجلس فضائلِ رمضان ص ۷۶۔ از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

[2] پ ۲ رکوع ۷۔ سورۃ البقرہ

روزے فرض ہونا اللہ کے اس قول سے ثابت ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

مدارک کی تصریح کے مطابق صِیَام۔ صَامَ الرَّجُلُ کا مصدر ہے۔ معنیٰ روزہ رکھنا۔

یہ آیت فرضیت پر اس لیے دلالت کرتی ہے کہ خبر ہے اور شارع کی خبر امر و نہی سے زیادہ تاکیدی ہوتی ہے اور اس سے مراد رمضان کے روزے رکھنا ہے۔

(۲) صاحب ہدایہ کہتے ہیں:

واضح رہے کہ رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اللہ کے قول۔ كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ میں تشبیہ صرف فرضیت روزہ میں ہے۔ یعنی تم سے پہلی امم کی شرائع بھی روزہ سے خالی نہ تھیں۔

روزہ صرف تمہارے لیے خاص نہیں۔ اور یہ بات ان کی تسلی خاطر کے لیے ہے۔ کیوں کہ روزہ عبادت بدنی ہے اور بھوک پیاس کی وجہ سے نفس پر بڑی شاق گزرتی ہے۔ تشبیہ ایام معینہ میں نہیں۔

کیوں کہ امم سابقہ پر غیر رمضان کے روزے فرض تھے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام پر ایام بیض کے روزے فرض تھے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورا کا روزہ فرض تھا۔

اور نہ ہی یہ تشبیہ کیفیت روزہ میں ہے۔ کیوں کہ حضرت مریم صدیقہ کا روزہ چپ (نہ بولنے) کا روزہ تھا۔ اور دوسروں کے روزے کا وقت عشاء سے شروع ہوتا تھا، صبح سے نہیں۔ وغیرہ۔[1]

اَیَّامًا	مَّعۡدُوۡدٰتٍ	فَمَنۡ كَانَ	مِنۡكُمۡ
چند دن	گنتی کے	پس جو ہو	تم میں سے

مَّرِيۡضًا	اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ	فَعِدَّةٌ	مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ
بیمار	یا اوپر سفر	تو گنتی ہے	دن دوسرے

وَعَلَى الَّذِيۡنَ	يُطِيۡقُوۡنَهٗ	فِدۡيَةٌ
اور اوپر ان لوگوں کے	جو طاقت رکھتے ہیں اُس کی	بدلہ دینا

طَعَامُ	مِسۡكِيۡنٍ	فَمَنۡ	تَطَوَّعَ	خَيۡرًا
کھانا	ایک مسکین کا	پھر جو	خوشی سے کرلے	کوئی نیک کام

فَهُوَ	خَيۡرٌ لَّهٗ	وَاَنۡ	تَصُوۡمُوۡا
تو وہ	بہتر ہے اس کے لیے	اور اگر	تم روزہ رکھو

خَيۡرٌ	لَّكُمۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾
بہتر ہے	واسطے تمہارے	اگر	ہو تم	جانتے ہو

[1] احکام القرآن ص ۹۰۔

احکام القرآن

(۳) اگر آپ اس مقام کی زیادہ وضاحت چاہتے ہوں تو پھر امام زاہد نے جو کہا ہے وہ سنیے، فرماتے ہیں:

پہلے سال صرف ایک روزہ یوم عاشورا کا فرض کیا گیا۔

پھر یہ منسوخ ہوا۔ اور اس کی جگہ ہر ماہ تین دن ایام بیض کے روزے فرض ہوئے۔

پھر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

لیکن رمضان کے روزوں میں اختیار تھا کہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو ایک دن کھانا کھلائے۔

جس کی مقدار نصف صاع گندم ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

یعنی جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے تو ایک مسکین کو کھانا دیں۔

پھر بتلایا گیا کہ روزہ رکھنا فدیہ سے بہتر ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

اس کے بعد اختیار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا۔

خادم اہل السنۃ حافظ عبدالوحید

اور عشاء سے لے کر مغرب تک دن رات کا روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ آدمی غروب کے بعد افطار کرتا، کھانا کھاتا، پانی پیتا، بیوی سے متمتع ہوتا۔ یہ سب کچھ عشاء سے پہلے پہلے کر لیتا۔

عشاء کی نماز کے بعد تمام رات اور اگلا دن غروب آفتاب تک پھر یہ تمام چیزیں ممنوع ہوتیں۔

پھر رات کے روزے کا حکم اللہ کے اس قول سے منسوخ ہو گیا۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ۔

اور روزے کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہمیشہ کے لیے مقرر ہوا۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزۂ رمضان یک بارگی فرض نہیں ہوا، بلکہ بندوں کی آسانی کے پیش نظر درجہ بدرجہ فرض قرار دیا گیا۔ تاکہ وہ اس عبادت کے عادی ہو جائیں۔ ہذا کلامہ۔[1]

(ا) شیخ فانی کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ الخ

اس میں دو معنوں کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ یہاں معطوف یا شرط محذوف ہے۔

---

[1] احکام القرآن ص ۹۱۔ علامہ جیون رحمہ اللہ۔ استاذ اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ

یُطِیْقُوْنَہٗ مراد ہے کہ وہ لوگ جنہیں روزہ رکھنے کے لیے غیر معمولی طاقت لگانی پڑتی ہو اور روزہ کی مشقت برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ہو۔ مثلاً بوڑھے لوگ، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں، ناتواں اور کمزور اشخاص وغیرہ۔ اس لفظ میں افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لیے ہے۔

(۲) عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

یعنی ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے، ایک مسکین کا کھانا ہے۔

ابتدائے اسلام میں جب ان پر روزہ فرض ہوا تو اس کے عادی نہ تھے۔ انہیں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا فرض کیا گیا تھا۔

پھر حکم: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ سے یہ اختیار منسوخ ہو گیا۔ اس آیت کی رو سے جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور قصداً روزہ نہیں رکھتے تو ان پر قضاء و کفارہ ہے۔ فدیہ نہیں۔

مسئلہ جو شخص بہت بوڑھا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اب صحت کی توقع نہیں، ایسے لوگوں کے لیے یہ حکم اب بھی ہے کہ فی روزہ یا تو ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا خشک جنس (گندم یا آٹا) ۸۰ تولہ (یعنی

پونے دو کلو) یا اس کی قیمت ایک مسکین کو دے دیا کریں۔[1]

قولہ تعالیٰ: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔......

ان لوگوں کو خطاب ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں کہ تمہارا روزہ رکھنا، فدیہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔[2]

(ا) فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ

یعنی جو مقدار واجب سے زیادہ اپنی خوشی سے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے یعنی باعثِ فضیلت ہے۔ واجب نہیں۔

خیرات کا ثواب

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ
مثال ان لوگوں کی	جو خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	كَمَثَلِ حَبَّةٍ	اَنْۢبَتَتْ	سَبْعَ سَنَابِلَ
اللہ کے راستے میں	مانند اس دانہ کے ہے	جو اگائے	سات بالیں

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ	مِّائَةُ حَبَّةٍ	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
ہر بال میں	سو دانے ہوں	اور اللہ دو گنا کرتا ہے

---

1 تفسیر بیان القرآن۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۴۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

2 تلخیص احکام القرآن جلد اوّل ص ۱۹۵۔ از علامہ جیون رحمہ اللہ

لِمَنۡ يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾
جس کے لیے چاہتا ہے	اور اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے۔

احکام القرآن

روزے اور ان کے فضائل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِیْ، وَاَنَا اُجْزِیْ بِهٖ، يَدْعُ شَهْوَتَهٗ وَاَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَ فَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ اپنی خواہشات اور کھانا پینا میرے لیے چھوڑتا ہے اور وہ روزہ ڈھال ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے۔ اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رَب سے ملے گا۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ جل شانہٗ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

[1] بخاری شریف فی کتاب التوحید ج۹ ص ۱۴۳۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

رمضان کی فضیلت

شَهْرُ	رَمَضَانَ	الَّذِيْٓ	اُنْزِلَ فِيْهِ	الْقُرْاٰنُ	هُدًى
مہینہ	رمضان	جس میں	نازل کیا گیا	قرآن	ہدایت ہے

لِّلنَّاسِ	وَ بَيِّنٰتٍ	مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ
واسطے لوگوں کے	اور واضح دلیلیں ہیں	ہدایت کی اور حق و باطل کے امتیاز کی

فَمَنْ	شَهِدَ	مِنْكُمُ	الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
پس جو	پائے	تم میں سے	یہ مہینہ پس چاہیے کہ روزہ رکھے

وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا	اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	فَعِدَّةٌ
اور جو ہو بیمار	یا اوپر سفر کے	پس گنتی ہے

مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ	يُرِيْدُ اللّٰهُ	بِكُمُ الْيُسْرَ
دوسرے دنوں میں	چاہتا ہے اللہ	تمہارے ساتھ آسانی کرنا

وَ لَا	يُرِيْدُ	بِكُمُ	الْعُسْرَ	وَ لِتُكْمِلُوا
اور نہیں	چاہتا	تمہارے	دشواری	اور تاکہ پورا کرو تم

الْعِدَّةَ	وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ	عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ
گنتی	تاکہ بڑائی بیان کرو تم اللہ کی	اس بنا پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی

وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ﴿۱۸۵﴾
اور تا کہ تم	شکر کرو۔

احکام القرآن

(۱) شَهْرُ رَمَضَانَ عام قرأت میں مرفوع ہے۔ مبتداء ہے اور اس کی خبر الَّذِیْ ہے۔

یا شَهْرُ رَمَضَانَ خبر ہے اور اس کا مبتداء تِلْكَ الْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَةِ محذوف ہے۔ اور الَّذِیْ اس کی صفت ہے۔

(۲) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صوم و افطار کا اعتبار چاند نظر آنے پر ہو گا۔ اور اسی پر مہینہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ خواہ انیتس دن کا ہو یا پورے تیس دن کا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱) الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مہینہ جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور وہ آیت مذکورہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ہے۔

یا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ یعنی نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔

یا لوح محفوظ سے پورا قرآن کریم نچلے آسمان پر اترا اور پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا ایک ایک آیت، ایک ایک سورت، بحسب ضرورت اترتا رہا۔

اس آیت سے یہ واضح دلیل ملتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔ کیوں کہ اس آیت کا مفہوم ہے کہ قرآن پاک رمضان میں اُترا۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ۔ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا۔

قرآن مجید کی خصوصیات

روزہ رکھنے کا حکم

(۱) پہلے جو حکم تھا۔ وَ اَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ۔ اگر تم روزہ رکھو تو بہتر ہے واسطے تمہارے۔

عبدالمجید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ

پس جو پائے تم میں سے مہینہ رمضان، پس چاہیے کہ روزہ رکھے۔

اس حکم سے سابقہ حکم منسوخ ہے۔

(۲) فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ

صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں کہ جو کوئی اس مہینہ میں شاہد یعنی حاضر و مقیم ہو، مریض اور مسافر نہ ہو تو وہ اس کے روزے رکھے۔ افطار نہ کرے۔[1]

---

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۶۔

اللہ آسانی چاہتا ہے۔ مریض کو رعایت

(۱) مریض و مسافر کے روزے کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

اگر اس نے رمضان میں روزہ نہ رکھا تو اس کے روزے رمضان کے علاوہ اور دنوں سے گنے ہوئے ہوں گے۔

رمضان کے علاوہ سال کے تمام ایام کو محل قضاء قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس نص سے عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق نبی ﷺ کے قول سے خاص ہیں۔ ان دنوں میں روزہ قضا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی روزہ رکھا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: خبردار! ان دنوں میں روزہ نہ رکھو۔ یہ کھانے پینے اور میاں بیوی کے آپس میں اختلاط کے دن ہیں۔[1]

مسافر کو رعایت

(۲) مسافر سے مراد وہ مسافر ہے جو تین دن رات کے سفر کے ارادہ سے نکلے۔ درمیانی چال چلے اور اپنی بستی کے مکانوں سے نکل جائے۔

بعض نے اس کا اندازہ ۴۵ میل، بعض ۴۸ میل اور بعض نے ۵۴ میل لگایا ہے۔ قانون یہ ہے کہ سب سے بہتر اعتدال والا امر ہوا ہے۔

---

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۲۔ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

لہٰذا ۴۸ میل کو ترجیح ہو گی (یعنی 77.5 کلو میٹر) شہاب الملۃ والدین نے اس کا تذکرہ اپنے بعض رسائل میں کیا ہے۔

(۳) مسافر کی رخصت کا سبب مسافت طے کرنے کی کثرتِ مشقت ہے لیکن رخصت کا حکم ہر ایک کے لیے ہے، خواہ مشقت کی علت پائی جائے یا نہ۔ یہاں تک کہ باغی اور ڈاکو کو بھی رخصت ہے۔ اگرہ وہ سفر میں عاصی ہیں اور نماز قصر کا حکم بھی یہی ہے۔[1]

(۱) وجوب صوم کا سبب جو کہ شہود شہر رمضان ہے۔ مریض و مسافر کے حق میں بھی موجود ہے۔ مگر حکم جو کہ وجود اداء ان ہر دو سے متراخی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اس لیے شیخ امام فخر الاسلام بزدوی نے واجب بالامر کی بحث میں لکھا ہے کہ قضاء بھی اسی سبب سے واجب ہوتی ہے جس سبب سے اداء واجب ہوتی ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کیا ہے ۔فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

ہمارے نزدیک بھی اصح یہی ہے کہ اداء قضا ہر دو کا سبب وجوب ایک ہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ وجوب صوم کا سبب شہودِ شہر مریض و مسافر کے حق میں بھی موجود ہے۔ لیکن حکم یعنی وجوب اداء صحت و اقامت تک ان سے متراخی ہے۔ اس لیے ان دونوں پر قضاء اسی سبب سے

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۳۔

واجب ہوتی ہے۔[1]

(۱) قول باری تعالیٰ يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں افطار کی رخصت دیتے ہیں۔ اور تم پر روزہ واجب کر کے تمہیں عسرت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے۔

یہ آیت اس شخص کے خلاف حجت ہے جو مریض و مسافر پر افطار کو واجب ٹھہرائے اور یہ کہے اگر وہ دونوں روزہ رکھ بھی لیں تب بھی صحت و اقامت میں ان پر اعادہ لازم ہے۔ صاحب مدارک نے اسے صراحۃً بیان کیا ہے۔

ہمارے نزدیک عزیمت اُولیٰ ہے۔ عزیمت تو روزہ ہی ہے کیوں کہ جیسا کہ ابھی گزرا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تمہارے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے۔

(۲) نیز افطار میں آسانی کا مطلب صرف دفع مشقت ہے۔ اور روزہ عزیمت ہوتے ہوئے بھی رخصت کے معنیٰ دیتا ہے کہ روزہ رکھنے میں کامل آسانی ہے۔ اور وہ آسان رمضان میں مسلمان بھائیوں کی موافقت ہے۔

کیوں کہ غیر رمضان میں اکیلے روزہ رکھنا رمضان میں مسلمانوں کے

---

[1] احکام القرآن ۹۷۔ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

ساتھ حالت سفر میں روزہ رکھنے سے نفس پر زیادہ شاق ہے۔ لہٰذا دونوں طرح روزہ رکھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

(۳) مریض کے بارے میں بھی یہی بات مدِ نظر رہے گی۔ کیوں کہ اللہ کی مراد اگر حقیقی آسانی ہے تو خوف تلف کی شرط لگانا ٹھیک نہیں، کیوں کہ یہ میسّر نہیں۔ نیز ہر مریض کے لیے رخصتِ افطار لازم کرنا بھی آسانی نہیں۔ کیوں کہ قدرت کے باوجود مسلمانوں کی موافقت نہ کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔[1]

روزہ کے دوسرے مقاصد

(۱) قولہٖ تعالیٰ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ الخ

اپنے دونوں معطوفوں سمیت اَلْیُسَّر پر معطوف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم ایک چاند سے دوسرے چاند تک رمضان کے روزے پورے کرو۔

یہ معنیٰ خطاب عام کی صورت میں ہے۔ اور اگر خطاب صرف مریض و مسافر کو ہو تو معنیٰ یہ ہوں گے۔ رمضان کی قضاء کی گنتی پوری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اس کی بڑائی اور عظمت بیان کرو۔ جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اور یہ کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو۔

---

1 تفسیرات احمدیہ احکام القرآن ص۹۹۔ علامہ جیون رحمہ اللہ

بیضاوی میں ہے کہ تکبیر سے مراد حمد و ثناء کے ذریعہ اللہ کی تعظیم کرنا ہے۔ یا یوم الفطر کی تکبیر مراد ہے۔ یا چاند دیکھ کر اللہ اکبر مراد ہے۔[1]

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ لِتُكْمِلُوا وَغَيْرَهُمَا کا عطف علت مقدرہ پر ہو۔

(۳) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وَلِتُكْمِلُوا وَغَيْرَهُمَا میں سے ہر ایک اپنے افعال محذوف کی علت ہو۔ اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہو گی:

ہم نے گنتی پوری کرنے کا حکم دیا تا کہ تم اسے پورا کرو۔ ہم نے قضاء واجب کی تا کہ تم روزہ قضاء کر کے اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اور ہم نے مرض و سفر میں افطار کی رخصت دی تا کہ تم شکریہ ادا کرو۔[2]

(۴) سب کے نزدیک پسندیدہ توجیہ یہ کہ

لِتُكْمِلُوا۔ گنتی پوری کرنے کے حکم کی علت ہے۔

لِتُكَبِّرُوا اللهَ۔ کیفیت قضاء اور فطر سے عہدہ بر آء ہونے کی علت ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ رخصت کی علت ہے۔[3]

---

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۹

[2] احکام القرآن۔ ملا جیون امبیٹھوی ص ۹۹

[3] احکام القرآن۔ تفسیر احمدیہ ص ۱۰۰

دُعاء

وَاِذَا	سَاَلَكَ	عِبَادِیْ	عَنِّیْ	فَاِنِّیْ
اور جب	پوچھیں تجھ سے	میرے بندے	میری بابت	تو یقیناً میں

قَرِیْبٌ	اُجِیْبُ	دَعْوَةَ الدَّاعِ
پاس ہی ہوں	قبول کرتا ہوں	دعا کرنے والے کی دعا کو

اِذَا دَعَانِ	فَلْیَسْتَجِیْبُوْا
جب مجھ سے دعا کرتا ہے	پس چاہیے کہ وہ بھی مانیں حکم میرا

وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ	لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ
اور ایمان لائیں مجھ پر	تاکہ وہ ہدایت پائیں

مسئلہ اَجَابَةَ الدُّعَآءِ (دعا کا قبول ہونا)

(۱) روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اسے آہستہ پکاریں یا دور ہے کہ ہم بلند آواز سے پکاریں تو یہ آیت نازل ہوئی:

یعنی اے محمد ﷺ جب تجھ سے میرے بندے اس بارے میں سوال کریں کہ وہ مجھ سے دعاء کریں تو میں سُنتا اور قبول کرتا ہوں یا نہیں۔ تو انہیں بتادو کہ وہ مجھ سے یہ دعا کیا کریں: میں قریب ہوں اور دعا

قبول کرنے والا ہوں۔

(۲)زاہدی میں ہے کہ یہ نہیں فرمایاقُلْ لَهٗ فَاِنِّیْ قَرِیْب۔(کہ ان کو کہو کہ یقیناً میں پاس ہی ہوں)

یہ بتلانے کے لیے کہ اگر کوئی بندہ میرے سوا کسی اور چیز کے بارے میں تجھ سے دریافت کرے تو جواب دینے پر مامور ہے۔ جیسا کہ فرمایا

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّةِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ

ایسی ہی کئی دیگر آیات ہیں۔ اور اگر میرے بارے میں پوچھے تو میں جواب کے ساتھ حاضر ہوں۔

(۳) بسا اوقات ایسی آیات سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جب کوئی بندہ قضائے حاجات یا دفع مصائب کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

لہٰذا دعاؤں میں بڑا اثر ہے۔ لیکن اہل بدعت وضلالت معتزلہ اس کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا یا تو تقدیر کے موافق ہو گی یا نہ ہو گی۔ اگر دعا تقدیر کے موافق نہ ہو تو باطل ہو گی۔ کیوں کہ جو کچھ ہونا تھا اُسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے اور پہلا قول جو لکھا جا چکا ہے تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اور پہلی قطعیت سے کام کو تقدیر یا دعا میں سے کسی ایک کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔

ہم کہتے ہیں کہ تقدیر دو قسم کی ہے۔

(۱) مبرم۔ اور یہ ہرگز تبدیل نہیں ہوتی۔
(۲) موقت۔ یہ اس بات سے متعلق ہے کہ مثلاً اگر بندہ دعا کرے گا تو شفایاب ہو گا ورنہ مر جائے گا۔

دعا کی دو شرطیں

لٰہذا دعا کا اثر ہے۔ کیوں کہ شفا کو دعا سے معلق کیا گیا ہے۔ اگر دعا نہ کرتا تو ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح صدقات اور مردوں کے لیے دعاؤں کا حکم ہے۔ یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جسے عوام میں سے ہر ایک معلوم نہیں کر سکتا۔

(۴) آیت مذکورہ میں "اِذَا دَعَانِ" فرمایا۔ اگرچہ اس کی حاجت نہیں تھی لیکن اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب دعا کی جاتی ہے تو جلدی قبول ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ دعاؤں کے قبول ہونے میں تاخیر ہوتی رہتی ہے، بلکہ اکثر دعائیں تو سرے سے قبول ہی نہیں ہوتیں۔ جیسے کافر کی دعا اور کچھ مومنین کی دعائیں تو یہ کیسے ٹھیک ہے کہ لوگوں کی تمام دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔

(۵) نیز دَعْوَةَ الدَّاعِ (دعا کرنے والے کی دعا کو) اسم جنس ہے۔ یہاں اس کا فرد حقیقی مراد نہیں۔ کیوں کہ مقام کا اقتضاء نہیں۔ اسی طرح فرد حکمی (جمیع افراد) بھی مراد نہیں۔

کیوں کہ یہ خلاف واقع ہے۔ اسی طرح ان دونوں حدوں کے درمیان اقدار متخللہ میں سے بھی کوئی قدر مراد نہیں کیوں کہ اسم جنس میں اس کا احتمال نہیں۔

جواباً کہا جاتا ہے کہ اجابت دعوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب میں کہے لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ۔

یہ بات ہر مومن کی دعا میں موجود ہے۔ اجابت دعوت سے یہ مراد نہیں کہ بندے کی آرزو پوری کر دی جاتی ہے اور اس کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ باتیں آیت میں مذکور نہیں۔[1]

(٦) کیا دیکھتے نہیں کہ عُشاق جو نہ دین کے طالب ہوتے ہیں نہ دنیا کے۔ ہر وقت مسلسل بلا انقطاع و امتناع ہر وقت اللہ کو پکارتے رہتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی چیز کے طالب نہیں ہوتے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اجابت دعوت میں تاخیر ہوتی ہے۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بندے سے محبت رکھتا ہے اور اس کی مراد پوری کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔ تاکہ وہ اسے پکارے اور اللہ اس کی آواز سنتا رہے۔

جیسا کہ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رب

[1] احکام القرآن ص ۱۰۱۔ مؤلفہ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

العزت کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا۔ اے میرے رب میں نے تجھ سے کتنی دعائیں کیں اور تو نے میری دعا قبول نہیں کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تیری آواز سُنتا رہوں اور کبھی تاخیر اجابت کا سبب شرائط اجابت کا فقدان ہوتا ہے۔ شرائط اجابت۔ اکل حلال، صدق مقال وغیرہ ہیں جو کتب اخبار میں مذکور ہیں۔

(۷) یا یہ کہ اجابت دُعا فضل ہے۔ اور فضل مشیت سے مقید ہے۔

كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالىٰ۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

(۸) یہ کہ بندہ اس چیز کی دعا کرتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی خیریت اللہ کے نزدیک دعا قبول نہ کرنے میں ہو۔

(۹) یا یہ کہ اجابت دعا کبھی تو بعینہٖ اسی دعا کے قبول ہونے سے ہوتی ہے۔ اور کبھی دنیا میں دعا کے عوض اس سے کوئی مصیبت دور کر دی جاتی ہے۔

(۹) اور کبھی دعا کے عوض آخرت میں اس کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(۱۰) یا یہ کہ کلمہ اِذَا احتمال کے لیے ہے جو جزئیت کو لازم نہیں۔

(۱۱) کافر کی دعا کے بارے اختلاف ہے کہ قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ بعض کے خیال میں قبول ہوتی ہے۔ کیوں کہ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (دعا

کرنے والی کے دعا کو جب تجھ سے دعا کرتا ہے) مطلق ہے۔ دعا کرنے والا مسلم ہو یا کافر عام ہے۔ نیز یہ کہ ابلیس نے اللہ سے دعا کی۔

رَبِّ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ۔

یعنی میری عمر روز قیامت تک بڑھا دے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡم۔

تو وقت معلوم (نفخہ اولیٰ) تک ان میں سے ہے۔ جنہیں مہلت دی گئی ہے۔

اور یہی اجابت ہے۔ اور بعض کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

(۱۲) اور بعض کے نزدیک کافر کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور صحیح یہی ہے۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَمَا دُعَاءَ الکَافِرِیۡنَ اِلَّا فی ضَلَالٍ۔

کافروں کی دعا رائیگاں جاتی ہے۔

(۱۳) سیاق و سباق کے پیش نظر دَعۡوَۃَ الدَّاعِ مطلق نہیں اور ابلیس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔

کیوں کہ اس نے نفخہ بعث تک زندگی طلب کی تھی۔ تا کہ شدت موت سے بچ جائے۔ اور شدت عذاب کا ذائقہ نہ چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا رد کر دی۔ اور فرمایا نہیں۔ بلکہ تجھے وقت معلوم یعنی نفخہ اُولیٰ

تک مہلت ہے جسے نفخہ فزع بھی کہتے ہیں۔

وہ بات جو تو طلب کرتا ہے نہیں مل سکتی۔ لہٰذا وہ چالیس (۴۰) سال تک مردہ رہے گا۔ یہ سب کچھ کتب کلام۔ کتب تفاسیر میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون متعدد آیات میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم صرف اسی آیت پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱۴) اس آیت کے یہاں مسائل صیام کے درمیان ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا، گنتی کا لحاظ رکھنے اور وظائف شکر بجالانے پر آمادہ کیا۔ تو اس کے بعد یہ تاکیداً آیت لائے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ان کے احوال سے باخبر ہے۔ ان کی باتیں سُننے والا ہے۔ ان کی دعا قبول کرنے والا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

روزوں کی راتوں میں ازدواجی تعلقات

اُحِلَّ لَكُمْ	لَيْلَةَ الصِّيَامِ	الرَّفَثُ
حلال کر دیا گیا واسطے تمہارے	رات میں روزوں کے	پاس جانا

اِلٰى نِسَآئِكُمْ	هُنَّ	لِبَاسٌ لَّكُمْ	وَ	اَنْتُمْ
طرف بیویوں اپنی کے	وہ	وہ لباس ہیں واسطے تمہارے	اور	تم

لِبَاسٌ	لَّهُنَّ	عَلِمَ اللّٰهُ	اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
لباس ہو	واسطے ان کے	جان لیا اللہ نے	یہ کہ تم لوگ

تَخْتَانُوْنَ	اَنْفُسَكُمْ	فَتَابَ عَلَيْكُمْ
دل میں خیانت کا ارادہ کرتے تھے	اپنے حق میں	پس معاف کیا تم کو

وَعَفَا عَنْكُمْ	فَالْـٰٔنَ	بَاشِرُوْهُنَّ
اور درگزر کی تم سے	پس اب	ہمبستری کر لیا کرو ان سے

وَابْتَغُوْا	مَا	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَكُمْ
اور طلب کرو تم	جو کچھ	لکھ دیا ہے	اللہ نے	واسطے تمہارے

وَكُلُوْا	وَاشْرَبُوْا	حَتّٰى يَتَبَيَّنَ	لَكُمُ
اور کھاؤ	اور پیو	یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے	تمہارے لیے

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ	مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ	مِنَ الْفَجْرِ
سفید دھاری	کالی دھاری سے	فجر کی

ثُمَّ	اَتِمُّوا	الصِّيَامَ	اِلَى الَّيْلِ
پھر	پورا کرو تم	روزے کو	رات تک

اسلامی شریعت کے احکام آہستہ آہستہ نازل ہوئے۔ اہلِ کتاب (یہود) کی طرح مسلمان بھی روزوں کے ایّام میں رات کے وقت سونے کے بعد بیویوں سے صحبت سے باز رہتے تھے۔ اسی آیت کے ذریعہ اس

میں نرمی کی گئی اور رات کے وقت مباشرت کی اجازت دے دی گئی۔

(۲) الرَّفَثُ (بے حجاب ہونا) رفث کے معنی ہیں ایسا کلام جو جنسی جذبے اور نفسانی خواہشات کو اُکسائے۔ یہاں مراد ہے خواہشات کو پورا کرنا۔

(۳) روزوں کے علاوہ میاں بیوی پر دن رات کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن روزے میں دن کے وقت منع فرمادیا۔

اگر کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ مسلسل ساٹھ روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لِبَاسٌ: میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرما کر اس قریبی رشتہ کو ظاہر کیا ہے۔ جو انہیں اللہ کی اجازت سے ایک دوسرے سے حاصل ہے۔ یہ لباس کی تشبیہ کئی صورتوں میں موجود ہے۔

غور کیجیے کہ ایک لفظ لباس سے کئی باتیں سمجھا دی ہیں۔ یہاں میاں بیوی دونوں پر لازم ہے وہ واقعی ایک دوسرے کا لباس یعنی رازدار، امین، پردہ پوش، سکونِ قلب کا سامان اور ایک دوسرے کی راحت کا موجب ثابت ہوں۔

علامہ راغب اصفہانی نے اختیان کے معنٰی کیے ہیں۔ خیانت کا ارادہ کرنا۔ اس رو سے معنٰی ہوں گے کہ تم دل میں خیانت کا ارادہ کرتے تھے۔

بَاشِرُوْهُنَّ (اپنی عورتوں سے ملو) اسی مادہ سے ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں عورت سے صحبت کرنا۔

اس اجازت میں اللہ نے بات صاف کر دی۔ اور رات کے وقت کھانے پینے کی طرح مباشرت کی بھی صاف اجازت عطا فرمادی۔

اِبْتِغَاء کے معنیٰ ہیں: "کسی چیز کے طلب کرنے کے" اور "حاصل کرنے کی کوشش کرنا"۔

مَا كَتَبَ اللهُ۔ جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔ اس سے مراد اولاد اور نسل ہے، جو مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

اسلام نے اس عمل سے اصلی اور بڑا مقصد حصول اولاد اور افزائش نسل رکھا ہے۔

قرآن مجید کی اس ہدایت سے واضح ہو گیا کہ منعِ حمل اور ضبطِ تولید وغیرہ سب غلط اور ناجائز راستے ہیں۔

مباشرت کا جو نتیجہ قدرتی طور پر نکلتا ہے اس کی امید رکھنی چاہیے۔

روزہ کے اوقات افطار و سحر

(۱) وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا۔ (اور کھاؤ اور پیو)

کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت صرمہ بن انس عنوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

وہ ایک فقیر شخص تھے، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ دن کو

محنت مزدوری کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتے۔ رمضان المبارک کے ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ شام کو تھکے ہوئے تھے۔ کام سے آئے، آرام کے لیے لیٹے اور سو گئے۔ کھانا نہ کھا سکے اور اس کے باوجود اگلے دن روزہ رکھ لیا۔

نبی ﷺ نے دیکھا کہ ان کا چہرہ متغیر ہے اور وہ بہت نحیف نظر آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے حال پوچھا تو انہوں نے وضاحت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لہٰذا کھانا پینا ان کی وجہ سے مباح ہوا۔ جیسے مباشرت کسی کے دل میں خیال کے ارادہ اور ان کی توبہ کی برکت سے مباح ہوئی۔

(۲) الفجر: مراد صبح کاذب نہیں بلکہ وہ نور کا ظاہر ہونا ہے جو صبح کاذب کے کچھ دیر بعد ہوتا ہے۔ جب روشنی مشرق اور مغرب کی جانب پھیلنے لگتی ہے، اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔

صبح صادق تک سحری کا وقت رہتا ہے

رات کی سیاہی کو سیاہ دھاگے سے تشبیہ دی ہے اور روشنی کو سفید دھاگے سے۔ پھر لفظ فجر سے اس کی وضاحت کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ جب خَیْطُ اَبْیَضَ کے بیان میں مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل ہوئے تو معلوم ہوا کہ خَیْطَ اَبْیَضُ سے مراد اسفار و نور اور خَیْطِ اَسْوَدُ سے مراد

رات کی سیاہی ہے۔[1]

مِنَ الْفَجْرِ: فجر سے۔ یہ ایک اور رعایت اور سہولت دے دی گئی کہ جب تک رات کی دھاری صبح کی دھاری سے جدا نہ ہو جائے۔ کھانے پینے کی عام اجازت ہے۔ اور پھر سحری ختم ہونے کے بعد سارا دن روزہ رکھنا ہے۔ حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور تاریکی پھیلنی شروع ہو جائے۔

اسلام اعتدال کی راہ سکھاتا ہے۔ شریعت نے جو طریقہ مقرر کیا ہے ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ جو رعایات دی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

اِلَی الَّیْلِ: رات تک۔ عربی میں رات کا آغاز دن کے خاتمہ اور سورج کے غروب ہو جانے کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اسلامی کیلنڈر (قمری سنہ) کی تاریخ غروب آفتاب کے فوراً بعد شروع ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جونہی رات داخل ہونے لگے روزہ افطار کر دو۔ اس حکم سے پہلے مسلمان روزہ افطار کرنے کے بعد جب سو جاتے تھے تو پھر اگلی شام تک کچھ نہ کھاتے۔ اس آیت میں یہ اجازت دے دی کہ روزہ افطار کرنے کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کھاؤ اور پیو اور عورتوں سے صحبت بھی کر سکتے ہو۔

---

[1] احکام القرآن۔ جلد اوّل ص ۱۰۵۔ از علامہ جیون

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

اعتکاف کے احکامات

وَ	لَا	تُبَاشِرُوْ	هُنَّ	وَ اَنْتُمْ
اور	مت	ہمبستری کرو تم	اُن عورتوں سے	ایسی حالت میں کہ تم

عٰكِفُوْنَ	فِي الْمَسٰجِدِ	تِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ
اعتکاف میں بیٹھے ہو	مسجد میں	یہ	حدیں ہیں اللہ کی

فَلَا	تَقْرَبُوْهَا	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ اللّٰهُ
پس مت	قریب جاؤ تم ان کے	اس طرح	بیان کرتا ہے اللہ

اٰيٰتِهٖ	لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ[1] ﴿۱۸۷﴾
اپنی آیات کو	لوگوں کے لیے	تاکہ وہ	پرہیز گار بنیں

اعتکاف کے لغوی معنٰی ہیں اپنے آپ کو کسی شے سے روک کر رکھنا یا اُسے اپنے آپ پر لازم کر لینا۔

اصطلاح میں اس سے مراد ہے مسجد میں بیٹھ کر اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کرنا۔

(۲) روزوں کے سلسلہ میں ایک اور حکم یہ دیا ہے کہ جب تم اعتکاف کر رہے ہو تو عورتوں کے پاس مباشرت کے لیے مت جاؤ۔ یعنی صحبت کے علاوہ بوس و کنار بھی نہ کرو۔

[1] پ ۲۔ رکوع ۷ سورہ بقرہ آیت ۱۸۷

(۳) **اعتکاف کی مدت** اعتکاف کے لیے مدت کم سے کم ایک دن ہے۔ یعنی ایک دن کا اعتکاف کرنا ہو تو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اگلے دن سورج غروب ہونے تک معتکف رہے۔

سنت اعتکاف رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن سورج ڈوبنے سے ذرا پہلے مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور رمضان کی ۲۹ یا تیس تاریخ یعنی جس رات عید کا چاند نظر آ جائے، اس دن کے سورج غروب ہونے کے بعد اعتکاف ختم کرے۔ اور عورت اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لیے جگہ مقرر کر رکھی ہو اُس جگہ بیٹھے اور جب عید کا چاند نظر آ جائے تو اعتکاف مکمل ہو جائے گا۔

دوران اعتکاف گفتگو جائز ہے بشرطیکہ مسجد کے احترام اور اعتکاف کے آداب کے خلاف نہ ہو۔

اعتکاف سنت کفایہ ہے یعنی ایسی سنت ہے کہ محلہ کا ایک آدمی بھی اعتکاف کر لے تو سب کی طرف سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔

حدود اللہ

عورت گھر میں اعتکاف کرے

جب مردوں کے اعتکاف کے بعد فِي الْمَسَاجِدِ مذکور ہے تو عورت کا اعتکاف اپنے حال پر یعنی گھر میں ہو گا۔

عورت کہاں اعتکاف کرے

جواب اپنے گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے، اعتکاف کی نیت کر کے اسی جگہ ہر وقت رہا کرے۔

(۲) پاخانہ پیشاب کے علاوہ کسی اور کام کے لیے اس جگہ سے اٹھ کر مکان کے صحن یا کسی دوسرے حصہ میں نہ جائے۔

(۳) اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے ایسی جگہ بنالے اور پھر اس جگہ اعتکاف کرے۔

(۴) اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لیے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سوئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے۔ قرآن مجید پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے۔

(۵) اور اگر حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں۔

مرد مسجد میں اعتکاف کرے

قول باری تعالیٰ۔ فِي الْمَسَاجِدُ محل اعتکاف کے بیان کے لیے ہے۔ پس مسجد کے علاوہ کہیں بھی اعتکاف جائز نہ ہو گا۔ ہر اعتکاف میں مباشرت ممنوع ہے، مباشرت سے ممنوع ہر اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ (۱) اعتکاف کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا۔

اعتکاف کی تین قسمیں

(۱)واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) مستحب

واجب وہ اعتکاف ہے کہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔ اعتکاف واجب کے لیے روزہ رکھنا بھی شرط ہے۔

(۲) سنت مؤکدہ اعتکاف وہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی کریم ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیثِ صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعضوں کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ مسئلہ اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے۔

(۳) **مستحب اعتکاف** اور مستحب ہے اس عشرۂ رمضان کے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ رمضان کا پہلا عشرہ ہو، دوسرا عشرہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو۔

مسئلہ: اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے۔ اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔

مسئلہ: اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں۔ ایک منٹ بلکہ

اس سے کم بھی ہو سکتا ہے۔[1]

اعتکاف میں جو باتیں جائز ہیں

(۱) پائخانہ، پیشاب کے لیے نکلنا۔

(۲) غسل فرض کے لیے نکلنا۔

(۳) جمعہ کی نماز کے لیے زوال کے وقت یا اتنی دیر پہلے نکلنا کہ جامع مسجد میں پہنچ کر خطبہ سے پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔

(۴) اذان کہنے کے لیے اگر اذان کی جگہ خارج مسجد ہو، جانا۔

(۵) اپنے مکان تک خواہ کتنی دور ہو پائخانہ پیشاب کے لیے جا سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کے مکان دو ہیں تو جو مکان اعتکاف کی جگہ سے قریب ہے تو قضائے حاجب وہاں کرنا ضروری ہے۔

(۶) نماز جنازہ کے لیے معتکف نے اگر پہلے نکلنے کی نیت کرلی تھی کہ نماز جنازہ کے لیے جاؤں گا تو جائز ہے۔ اگر پہلے نیت نہیں کی تھی تو جائز نہیں۔

(۷) کھانا کھانے کے لیے نکلنا جب کہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ یہ طبعی ضرورت ہے، اور شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔ جس ضرورت کے لیے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے۔

(۸) اگر جمعے کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہاں ہی

1 بہشتی زیور حصہ ۱۱، اعتکاف کے مسائل

ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف پورا کرے تب بھی جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔

(۹) بھولے سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔[1]

صفات مومن

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىِٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىِٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴿۳۵﴾

یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والیاں۔ سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔ عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں۔ اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور نگہبانی کرنے والے اپنی شرمگاہوں کی اور نگہبانی کرنے والیاں یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں تیار کی ہے اللہ نے واسطے

---

1 تلخیص بہشتی زیور حصہ ۱۱ بہشتی گوہر۔ از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے بخشش اور ثواب بڑا۔[1]

دعاء: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو شریعت و سنت پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمْ۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

عبد الوحید الحنفی چکوال

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ ۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

خادم اہلسنّت
حافظ
عبد الوحید الحنفی

[1] پ ۲۲۔ الاحزاب ۳۵۔

8215

صل کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ مدد — جو چاہا یاد

کتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(حصہ دوم)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

روزہ کے مسائل

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 81

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: فضائل واحکام رمضان المبارک (حصہ دوم)

سلسلہ اشاعت: 81 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفیؔ آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 40

قیمت: 150 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 22 ذی الحجہ 1419ھ مطابق 9 اپریل 1999ء بروز جمعۃ المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبد الوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو	تلہ گنگ روڈ چکوال	0543-551148
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال	0543-553200
اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال	0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حصہ دوم	4
کِتابُ الصّیامِ	5
رمضان المبارک کے خصوصی فضائل	5
روزہ کے اسرار کا بیان	5
لیلۃ القدر کی فضیلت	11
فضیلت سورت قدر	12
شب قدر کی فضیلت	13
لیلۃ القدر اور لیلہ مبارکہ	14
فضائل لیلۃ القدر	17
لیلۃ القدر کی تعیین	19
لیلۃ القدر مخفی کیوں ہے؟	21
لیلۃ القدر کے اوقات کی اہمیت	21
ایک ہزار ماہ کو رات میں تقسیم کریں	22
ہزار مہینوں کی خصوصیت	23
علامات شب قدر	24
شب قدر کی دعا	25
روزہ کے اسرار اور باطنی شرائط	26
فقہاء کی رعایت	34
علمائے آخرت کی غرض صحت سے قبول ہونا ہے	35
روزہ کے معنٰی	36
روزہ کی اصل	37

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خدامِ اہلِ سنت میدانِ عمل میں

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)
(۴ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ ...... 31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے — ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے
ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی — ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے
وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا — ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے
اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِؓ نبیؐ پر ہم قرباں — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے
یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے — جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے
سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں — یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے
فرمانِ رسول اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ — میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے
سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی — سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے
قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں — ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے
اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں — اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے
مزدور و کساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے — قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے
اسلام ہے دیں اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا — ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے
یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے — ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے
تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ — میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے
اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے — ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

حصہ دوم

کِتابُ الصّیام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْمِ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

رمضان المبارک کے خصوصی فضائل

روزہ کے اسرار کا بیان

روزہ ایمان کا چہارم ہے، اس لیے کہ ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔

روزہ صبر کا نصف ہے۔[1]

اور فرمایا:

(۲) اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

صبر ایمان کا نصف ہے۔[2]

---

[1] ترمذی و ابنِ ماجہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

[2] خطیب بروایت ابو سعید

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف ہے یعنی چوتھائی۔ اور چوں کہ روزہ کو نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور سب ارکان اسلام میں سے ہے تو اس کی خاصیت کے سبب اس کو اوروں پر فوقیت ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ کا قول اس باب میں آں حضرت ﷺ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے۔

- (۳) کہ سب نیکیاں دس (۱۰) گنا ثواب سے سات سو (۷۰۰) گنا تک ہوں گی۔ مگر روزہ رکھنا کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا هُوَ الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یعنی صبر والوں کو ثواب ان کا بے حساب ملے گا۔

اور روزہ صبر کا آدھا ہے تو اس صورت میں اس کا ثواب بھی قانون حساب سے باہر ہو گیا۔[1]

- (۱) حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ (فارسی) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری دن ایک خطبہ دیا، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] احیاء العلوم جلد اول باب ششم ص ۳۶۱۔

لوگو! ایک عظیم مہینہ کی چھاؤں تم پر آگئی ہے۔ تمہارے پاس ایک برکت والا مہینہ آگیا ہے۔ ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حق تعالیٰ نے اس کا قیام تم پر فرض فرما دیا ہے۔ اور اس کی رات میں بیدار رہ کر عبادت مستحب کر دی ہے۔ جو شخص اس میں کوئی نیک عمل انجام دے کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس میں کوئی فرض ادا کرے تو وہ اس طرح ہو گا جس نے رمضان کے علاوہ ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہی ہے۔ اور یہ مہینہ خیر خواہی کا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ مومن کا رزق بڑھاتا ہے۔ لہٰذا اس مہینہ میں اگر کوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے تو روزہ کھلوانے سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور جہنم سے اس کی گردن آزاد ہو جائے گی اور اسے بھی روزہ دار کے روزے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کا اجر ذرا سا بھی کم نہیں کیا جائے گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم میں سے ہر شخص اس قابل نہیں کہ روزہ دار کا روزہ کھلوانے کے لیے افطاری مہیا کر سکے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ یہی ثواب اسے بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کا روزہ ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا ایک گھونٹ دودھ سے کھلوا دے۔

اس مہینہ کا آغاز رحمت ہے۔ درمیانی حصہ مغفرت ہے ۔ اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی ہے۔

اگر کوئی اس مہینہ میں اپنے غلام کا کام ہلکا کر دے، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا۔ اس لیے اس مہینہ میں کثرت سے چار دعائیں مانگو۔ دو دعاؤں میں تم اپنے رب کو راضی کر لوگے اور دو دعاؤں سے تمہیں چارہ نہیں۔

وہ دو دعائیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر لوگے، یہ ہیں کہ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہو۔

اور وہ دو دعائیں جن کے بغیر تم کو چارہ نہیں یہ ہیں کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو۔ اور جہنم سے اس کی پناہ طلب کرو۔

اور اگر کوئی اس مہینہ میں روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے، اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے ایسا مشروب پلائے گا جسے پینے کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔[1]

- (۲) اس کی فضیلت میں یہی جاننا کافی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لخُوْفَ فم الصَّآئِمِ اَطیّبُ عِنْدَ اللہ

[1] غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۴۸۳۔

مِنْ رِیْحِ الْمَسْکِ یَقُوْلُ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا یَذَرُ شَھْوَتَہٗ وَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ لِاَجْلِیْ فَالصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک اچھی ہے مشک کی خوشبو سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانا پینا صرف میرے لیے چھوڑتا ہے تو روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔[1]

- (۳) ارشاد فرمایا: بِالْجَنَّۃِ بَاب یُقَال الرَّیَّان لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ وَھُوَ مَوْعُوْدٌ بِلِقَاءِ اللہِ تَعَالیٰ۔

ترجمہ: جنت کا ایک دروازہ ہے جس کو باب الریان کہتے ہیں۔ اس میں بجز روزہ داروں کے اور کوئی نہ جاوے گا۔ اور روزہ دار کو اس کے روزہ کے عوض میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا وعدہ ہو چکا ہے۔[2]

- (۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے اور آسمانوں کے دروازے رمضان کی پہلی رات ہی کھل جاتے ہیں اور رمضان کی پچھلی رات تک بند نہیں ہوتے۔

- جو بھی اللہ کا بندہ اور اس کی کنیز اس کی رات میں نماز پڑھے گی، اللہ

---

1 بخاری۔ مسلم۔ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔
2 بخاری۔ مسلم۔ بروایت سُہل بن سعد۔

تعالیٰ اس کے لیے ہر سجدے کے عوض ایک ہزار سات سو نیکیاں لکھے گا۔

- اور اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت کا محل بنائے گا جس کے ستر ہزار دروازے ہوں گے۔
- جس کے چوکھٹے سونے کے سرخ یاقوت سے جڑاؤ ہوں گے۔ پھر جب کوئی رمضان کا پہلا روزہ رکھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے رمضان کے پچھلے دن تک کے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور یہ روزہ اگلے رمضان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر روزہ کے عوض روزہ دار کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے۔ جس کے سونے کے ایک ہزار دروازے ہوتے ہیں اور روزہ دار کے لیے صبح سے غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لیے ہر سجدے کے عوض خواہ دن میں کیا ہو یا رات میں، جنت میں ایک درخت عطا کیا جاتا ہے۔ جس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلنے کے باوجود اسے طے نہیں کر سکتا۔[1]
- (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عمل جو میرا امتی کرتا ہے علاوہ روزے کے، دس سے

---

[1] غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۴۸۴۔

لے کر سات سو تک بڑھتا ہے۔ روزے کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا صلہ دوں گا۔

- بندہ میری خاطر اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ اور روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اس وقت ہو گی جب رب سے ملاقات ہو گی۔[1]

لیلۃ القدر کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ	فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾
بے شک نازل کیا ہم نے اس (قرآن) کو	شب قدر (عزت والی رات) میں

وَ مَآ اَدْرٰىكَ	مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾
اور تجھے کس نے بتایا کہ	کیا ہے؟ لیلۃ القدر

لَیْلَةُ الْقَدْرِ	خَیْرٌ	مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾
لیلۃ القدر (عزت والی رات)	بہتر ہے	ہزار مہینوں سے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ	وَ الرُّوْحُ فِیْهَا	بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

[1] غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۴۹۱۔

نازل ہوتے ہیں فرشتے	اور روح اس میں	بَاِجازت ان کے رب کے

مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾	سَلٰمٌ
ہر کام (کے سرانجام دینے) کو	سلامتی کی رات ہے

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾
صبح طلوع ہونے تک

فضیلت سورت قدر

- (۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ میں نے ایک معتبر عالم سے یہ بات سُنی کی رسول اللہ ﷺ کی امت کی عمریں چوں کہ تھوڑی ہیں اس لیے اس کے اعمال دوسری امتوں کے اعمال کے برابر تو نہیں ہوسکتے تھے۔ کیوں کہ ان کی عمریں زیادہ تھیں اس لیے رسول اللہ ﷺ کو شب قدر عطا ہوئی۔ جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

- (۲) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک دن اُن کی امت کی عمریں دکھلائی گئیں کہ ساٹھ ستر برس کی ہیں۔ آپ ﷺ کو صدمہ ہوا کہ میری امت کی عمریں پہلی امتوں کے مقابلہ میں تھوڑی ہیں۔ پہلی امتیں اعمال اور ثواب میں بڑھ جائیں گی اور میری امت شرمندہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ

کی تسلی کے لیے یہ سورۂ قدر نازل فرمائی۔

- (۳) حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ القدر ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے سے چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (روح المعانی)[1]

شب قدر کی فضیلت

یعنی ہزار مہینے کے ثواب سے شب قدر کی عبادت کا ثواب بڑھا ہوا ہے۔

لیلۃ القدر کے معنیٰ قدر کے ایک معنیٰ عظمت و شرف کے ہیں۔

- (۱) ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی، اس رات میں توبہ و استغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحب قدر و شرف بن جاتا ہے۔
- (۲) قدر کے دوسرے معنیٰ تقدیر و حکم کے بھی آتے ہیں۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہو گی کہ تمام مخلوقات کے لیے جو تقدیر ازلی میں لکھا تھا اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے آئندہ رمضان تک پیش آنے والا ہے۔ وہ اس رات میں ان

[1] درسی تفسیر پارہ تیس ص ۳۳۴۔

فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو تدبیر کائنات و تنفیذِ امور پر مامور ہیں۔ اس میں ہر انسان کی موت وحیات اور بارش ورزق وغیرہ کی مقررہ مقداریں فرشتوں کو لکھوادی جاتی ہیں۔

- یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال حج نصیب ہو گا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جن فرشتوں کے یہ جملہ امور حوالہ کیے جاتے ہیں وہ بقول ابنِ عباس رضی اللہ عنہ چار ہیں: (۱) اسرافیل (۲) میکائیل (۳) جبرئیل (۴) عزرائیل علیہم السلام

لیلۃ القدر اور لیلہ مبارکہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴿۵﴾

بے شک اُتارا ہم نے اس (قرآن) کو برکت والی رات میں۔ درحقیقت ہم ہیں ڈرانے والے اسی رات میں فیصل کیا جاتا ہے ہر کام حکمت والا حکم ہو کر ہمارے پاس سے۔ بے شک ہم ہیں بھیجنے والے رسولوں کو

لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بھی جمہور مفسرین وعلمائے محققین کے نزدیک شب قدر ہی مراد ہے۔ کیوں کہ اس شب میں حق تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر بے شمار

- (۱)برکات کانزول ہوتا ہے۔
- (۲)ملائکہ اورروح اترتے ہیں۔
- (۳)شام سے صبح تک تجلی ربانی بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔
- (۴)صلحاء اورعباد کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔
- (۵)نزول قرآن کا بھی آیتِ مذکورہ میں ذکر ہے کہ اسی شب میں اُترا۔

اسی طرح دوسرے پارہ کی آیت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

(مہینہ رمضان کا جس میں نازل کیا گیا قرآن)

سے معلوم ہوا کہ قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا۔

تیسری آیت سے یہ بات صاف سمجھ میں آجاتی ہے کہ قرآن مقدس لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ اور اسی شب کو لیلہ ٗمبارکہ بھی فرمایا گیا ہے۔ اور رات لیلۃ القدر یا لیلہ ٗمبارکہ رمضان میں تھی جس میں قرآن کانزول ہوا۔

- (۲) تفسیر روح المعانی میں ایک روایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی منقول ہے کہ

رزق و موت و حیات وغیرہ کے فیصلے نصف شعبان کی رات میں لکھے جاتے ہیں۔ اور شب قدر میں وہ فرشتوں کے حوالہ کیے جاتے ہیں۔

- بعض حضرات نے لیلہ مبارکہ سے شب برأت مراد لے کر

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ (سورۃ دخان)

(اس رات میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر کام حکمت والا)

- کا تعلق اس سے جوڑا ہے۔ اور اس طرح تطبیق دی ہے کہ ابتدائی فیصلے امور تقدیریہ کے اجمالی طور پر شب برأت میں ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی تفصیلات شب قدر میں لکھ کر فرشتوں کے حوالہ کر دی جاتی ہے۔ اس کی تائید ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابوالضحیٰ رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے۔
- (۳) مہدوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شب میں امور تقدیریہ کے فیصلے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو امور تقدیر الٰہی سے پہلے (ازل میں) طے شدہ تھے۔ وہ اس رات میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔
- کیوں کہ قرآن و سنت کی دوسری نصوص اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے ازل ہی میں لکھ دیے تھے۔ تو اس رات میں طے کرنے اور لکھنے کا حاصل یہی ہو سکتا ہے کہ سال بھر کا نظام ملائکہ مدبّرین کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ (کما قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ) (درسی تفسیر پارہ تیس ص ۳۴۷)

فضائل لیلۃ القدر

شب قدر کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ ہم اختصاراً ان میں سے چند احادیث کا مفہوم بطور نمونہ لکھتے ہیں۔

- (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
- (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اوپر ایک مہینہ ایسا آیا ہے کہ جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا تو گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی خیر سے تو صرف بدنصیب ہی محروم رہتا ہے۔
- (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لیے جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو، دعاء رحمت کرتے ہیں۔ (الحدیث)
- (۴) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں رسول

اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

جب شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کو لے کر زمین پر اُترتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے۔ جس کو وہ کعبۃ اللہ پر قائم فرما دیتے ہیں۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو (۱۰۰) بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں۔ اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں:

اے فرشتوں کی جماعت اب چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی امت کے مؤمنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی۔ اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار شخص کون ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (۱) ایک شراب کا عادی۔ (۲) دوسرا والدین کا نافرمان۔

(۳) تیسرا رشتہ ناطہ توڑنے والا۔ (۴) چوتھا دل میں کینہ رکھنے والا۔

- (۵) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ہے، جبرئیل علیہ السلام امین کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں۔ اور کوئی مومن (مرد یا عورت) ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اس کو سلام نہ کرتے ہوں۔ بجز اس شخص کے جو شراب پیتا یا سور کا گوشت کھاتا ہو۔[1]

لیلۃ القدر کی تعین

شب قدر کون سی تاریخ میں ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

- (۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ وہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول اور در منثور کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص تمام سال کی راتوں میں جاگے وہ شب قدر کو پا سکتا ہے۔ یعنی وہ تمام سال کے دائر رہتی ہے۔
- (۲) دوسرا قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ جیسا کہ بہت سی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

[1] بحوالہ درس تفسیر پارہ تیس ص ۳۳۸

- (۳) صاحبین (امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ شب قدر تمام رمضان میں ہے۔ کوئی ایک متعین رات ہے جو معلوم نہیں۔
- (۴) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا قول یہ ہے کہ وہ رمضان کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے۔ ایک روایت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی کے موافق منقول ہے۔
- (۵) بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرَهِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

یعنی شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔

- (٦) اور مسلم میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا۔

یعنی شب قدر کو رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔[1]

---

1 تفسیر مظہری

لیلۃ القدر مخفی کیوں ہے؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع دیں۔ مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے آیا تھا مگر فلاں فلاں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی تعیین اٹھا لی گئی۔ ممکن ہے کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس رات کو نویں، ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

لیلۃ القدر کے اوقات کی اہمیت

- (۱) ابنِ ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر کیا۔ فرمایا جو مسلسل ایک ہزار ماہ تک جہاد میں مشغول رہا اور کبھی ہتھیار نہیں اُتارے۔ مسلمانوں کو یہ بات سن کر تعجب ہوا۔ اس پر سورۃ قدر نازل ہوئی۔ جس میں اُمّت کے لیے صرف ایک رات کی عبادت کو اس مجاہد بنی اسرائیل کی عمر بھر یعنی ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا۔
- (۲) ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ وہ ساری رات عبادت میں

مشغول رہتا اور صبح سے شام تک جہاد کرتا۔ اس نے ایک ہزار مہینہ تک مسلسل یہ عمل کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو افسوس اور غم اس کا ہوا تھا کہ ہماری عمریں اتنی کہاں ہیں جو ہم اتنی عبادت کر سکیں تو اس سورۃ کے ذریعہ ان کو تسلی و تشفی بھی دے دی گئی۔ اور امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت بھی تمام امتوں پر ثابت فرمادی گئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شب قدر امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

ایک ہزار ماہ کو رات میں تقسیم کریں

غروب آفتاب سے انتہائے سحر طلوع فجر تک اگر رات ۱۰ گھنٹے ہو تو اس طرح اس رات کا ایک ایک منٹ اگر حساب لگائیں تو کتنا قیمتی ہے۔

شب قدر درج ذیل سالوں، مہینوں، دنوں، گھنٹوں اور منٹوں کے برابر ہے:

وقت شب قدر	مہینے	دن	سال	ماہ	دن	گھنٹے
۱۰ گھنٹے کی رات	۱۰۰۰ ماہ	ـ	۸۳ سال	۴ ماہ	ـ	ـ
۵ گھنٹے کی مدت	۵۰۰ ماہ	ـ	۴۱ سال	۸ ماہ	ـ	ـ
۲½ گھنٹے مدت	۲۵۰ ماہ	ـ	۲۰ سال	۱۰ ماہ	ـ	ـ
سوا گھنٹہ مدت	۱۲۵ ماہ	ـ	۱۰ سال	۵ ماہ	ـ	ـ
۳۷ منٹ	۶۲ ماہ	۱۵ دن	۵ سال	۲ ماہ	۱۵ دن	ـ
۱۹ منٹ	۳۱ ماہ	۷ دن	۲ سال	۱ ماہ	۷ دن	ـ
۹½ منٹ	۱۵ ماہ	ـ	۱ سال	۴ ماہ	۷ دن	ـ
۵ منٹ	۸ ماہ	ـ	ـ	۸ ماہ	ـ	ـ

۲½ منٹ	۴ ماہ	-	-	۴ ماہ	-	-

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کی قدر کرنے کی سعادت نصیب کریں۔

ہزار مہینوں کی خصوصیت

ہزار مہینوں کی خصوصیت یہ ہے کہ اعداد میں انتہائی عدد یہی ہے۔ ہزار سے آگے گنتی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حساب کا جو آخری عدد ہے، اس کی فضیلت اس سے بھی زیادہ ہے۔ جس کا علم صرف حق تعالیٰ شانہ کو ہے۔

(۲) پھر سال کا ذکر نہ فرمایا کہ اس میں رات اور دن سب ہی آجاتے ہیں۔ کیوں کہ عرب کے نزدیک ماہ کا حساب چاند سے ہوتا ہے۔ جس کا محل رات ہے۔ اور رات کی خصوصیت کی جانب اس سے اشارہ ہوتا ہے۔ شمسی سال دنوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر شمسی حساب قمری کی بہ نسبت پوشیدہ ہے۔

ہر شخص اس کے حساب سے واقف نہیں۔ اور قمری سے سب واقف ہیں کیوں کہ وہ مشاہد ہے۔

پھر جس طرح چاند کی تجلی ظلمتِ شب میں ظہور کرکے اس کو روشن کرتی ہے اسی طرح شب قدر میں تجلی ربانی و انوار ملائکہ نورانی سے یہ ظلمت کدۂ عالم جگمگا جاتا ہے۔ اور عابدین کے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔

اس لیے چاند کے حسان کو ملحوظ رکھ کر الف شھر فرمایا گیا۔ واللہ اعلم۔[1]

علامات شب قدر

- (۱) وہ رات کھلی ہوئی روشن چمک دار صاف شفاف ہوتی ہے۔
- (۲) معتدل ہوتی ہے، نہ زیادہ سرد نہ زیادہ گرم
- (۳) کثرتِ انوار کی وجہ سے چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔
- (۴) اس رات میں صبح تک ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔
- (۵) اس رات کی صبح کو آفتاب ہموار ٹکیہ کی طرف بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔ جیسا کہ چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔
- (۶) اس کی صبح کو طلوع آفتاب کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا جاتا ہے۔
- (۷) عبدۃ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔
- (۸) ایوب خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہو گئی۔ میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو وہ بالکل میٹھا تھا۔ یہ تئیسویں شب کا قصہ ہے۔
- (۹) عثمان بن العاص کا ایک غلام تھا۔ اس نے سالہا سال کشتیوں کی

---

1 درسی تفسیر پارہ تیس ص ۳۴۴

ملاحی کی تھی۔ ایک دن کہنے لگا دریائی عجائبات میں سے ایک چیز میرے تجربہ میں آئی ہے کہ عقل حیران ہے۔ وہ یہ ہے کہ دریائے شور کا پانی ایک رات میں میٹھا ہو جاتا ہے۔ عثمان بن العاص نے اس سے کہا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے بتلانا۔ اس غلام نے رمضان کی ستائیسویں شب کو ان سے کہا کہ وہ آج کی رات ہے۔

- (۱۰) مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ حتیٰ کہ درخت بھی زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (لیکن ان امور کا تعلق کشف سے ہے۔)[1]

شب قدر کی دعا

- (۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

اے اللہ آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں۔ اور معافی کو پسند کرتے ہیں۔ میری خطائیں معاف فرما دیجیے۔

- یہ دعا نہایت ہی جامع ہے۔ اگر حق تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے

---

[1] درسی تفسیر پارہ تیس ص ۳۴۲

آخرت کا مطالبہ معاف فرمادیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔

- (۲) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رات میں دعاء میں مشغول ہونا دوسری عبادات سے زیادہ بہتر ہے۔
- (۳) ابنِ رجب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مختلف عبادات (تلاوت، نماز، ذکر، مراقبہ وغیرہ) کرنا بہتر ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات میں مختلف عبادات منقول ہیں اور یہی قول زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

روزہ کے اسرار اور باطنی شرائط

روزہ کے تین درجے ہیں: ۱۔ ایک روزہ عوام کا ہے۔ ۲۔ ایک روزہ خواص کا ہے۔ ۳۔ اور ایک اخص خواص کا۔

عوام کا روزہ یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کو ان کی خواہش ادا کرنے سے روکا جائے۔ جیسا کہ اوپر اس کی تفصیل گزری۔[1]

خواص کا روزہ یہ ہے کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے روکا جائے۔

اس قسم کا روزہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے سوا اور چیزوں میں فکر کرنے اور دنیا میں فکر کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں جو دنیا کہ دین کے لیے مقصود ہوتی ہے، اس کا فکر اس روزہ کو افطار نہیں کرتا۔ کیوں کہ وہ زادِ آخرت ہے، دنیا میں سے نہیں۔ یہاں تک کہ اہل دل فرماتے ہیں کہ

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۳۶۱ سے ص ۳۶۴ تک دیکھیے۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

جس شخص کی ہمت دن کو اسباب میں مصروف ہو کہ افطار کی چیز کی تدبیر کر لینی چاہیے تو اس پر خطا لکھی جائے گی۔

اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کے فضل پر اعتماد نہ کیا۔ اور اس کے رزق موعود پر یقین تھوڑا ہوا۔ اور یہ رتبہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا ہے۔

ہم اس مرتبہ کی تفصیل میں تقریر قولی کو طول نہیں دیتے مگر عمل کی رو سے اس کی تحقیق بتاتے ہیں۔ کہ وہ روزہ اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ تمام ہمت اللہ تعالیٰ کی طرف آدمی متوجہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے منہ پھیر لے۔ اور اس آیت کا مضمون اس پر چھا جاوے

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ

کہہ اللہ پھر چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔

اخص خواص کا روزہ یعنی نیک بخت لوگوں کا جو اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنے سے ہوتا ہے۔ وہ چھ (٦) باتوں سے پورا ہوتا ہے۔

- (۱) **اوّل نظر کا نیچے رکھنا** اور جو باتیں بری اور مکروہ ہیں ان کی طرف اس کو نہ جانے دینا۔

اور جن چیزوں کے دیکھنے سے دل ہٹتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت ہوتی ہو اُن سے نظر کو روکنا۔

آں حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ نظر کرنا ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے شیطان کے تیروں میں۔ جو کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ترک

کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عنایت فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاوے گا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْكَذِبُ وَ الْغِيبَةُ وَ النَّمِيمَةُ وَ الْيَمِينُ اَنَّظْرَةُ بِشَهْوَةٍ۔

ترجمہ: پانچ چیزیں روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہیں۔ جھوٹ اور چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت سے دیکھنا۔[1]

- (۲) دوم زبان کا بند رکھنا اور بیہودہ بات اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور فحش اور ظلم اور جھگڑے اور بات کاٹنے سے اور سکوت کو اس پر لازم کرنا۔ اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف رکھنا کہ زبان کا روزہ ہے۔
- سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت روزہ کی مفسد ہے۔ اس روایت کو ان سے بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں کہ دو خصلتیں روزے کی مفسد ہیں۔ غیبت اور جھوٹ۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

روزہ سپر ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو فحش نہ بکے، نہ جہالت

---

[1] ازدی در ضعفاء از عمر بن جابان عن انس رضی اللہ عنہ۔ احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۳۶۴

کرے۔ اور اگر کوئی اس سے لڑائی کرے یا گالی دے تو چاہیے کہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

- **(۳) سوم بری بات کے سننے سے کانوں کو باز رکھنا**

- اس واسطے کہ جن امور کا کہنا حرام ہے۔ ان کا سُننا بھی حرام ہے۔ اور ہمیں اس جہت، اللہ تعالیٰ نے سُننے والوں اور حرام خوروں کو برابر ذکر فرمایا۔ چناں چہ ارشاد فرمایا:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتُ

بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو اور برے حرام کھانے والے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

- اور فرمایا:

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْت

کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور عالم گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے۔

- پس غیبت کو سن کر خاموش رہنا حرام ہے۔ اور فرمایا:

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔ (بے شک تم بھی ان کے برابر ہوئے)

- اور اسی نظر سے آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُغْتَابُ وَ الْمُسْتَمِعُ شَرِيْكَانِ فِي الْاِثْمِ۔

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

- (۴) چہارم ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بری باتوں سے روکنا
- اور افطار کے وقت شکم کو شبہات سے باز رکھنا۔ کیوں کہ اگر حلال سے دن بھر بندر ہے حرام پر افطار کیا تو روزہ کچھ نہ ہوا۔
- ایسے روزے والے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ایک محل بنائے اور ایک شہر کو منہدم کرے۔ اس لیے کہ حلال کھانے کی کثرت ہی مضر ہوتی ہے اور روزہ اس کی کمی کے لیے ہوتا ہے۔
- اور جو شخص کہ بہت سی دوا کھانے کے ضرر سے ڈر کر زہر کھانا اختیار کرے وہ بے وقوف ہے۔ اور حرام کھانا ایک زہر ہے جو دین کو ہلاک کرتا ہے۔ اور حلال ایک دوا ہے کہ اس کو کمتر کھانا مفید اور زیادہ کھانا مُضِر ہے۔ روزے سے غرض حلال کی کمی سے ہے۔
- آں حضرت ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَائِمَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِ الاَّ الْجُوْعَ وَ الْعَطَشُ۔ (بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزہ سے بجز بھوک اور پیاس کے اور کچھ نہیں)[1]
- اس میں بعضوں نے یہ کہا ہے کہ مراد اس شخص سے ہے جو حرام پر افطار کرے اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہ شخص مراد ہے جو طعام حلال سے رُکا رہے۔ اور افطار لوگوں کے گوشت یعنی غیبت سے

[1] نسائی در مکارم الاخلاق بروایت ابنِ مسعود۔ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۶۵

کرے جو حرام ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص مقصود ہے جو اپنے اعضاء کو گناہوں سے نہ بچاوے۔[1]

- (۵) **پنجم۔ افطار کے وقت حلال غذا اتنی بہت نہ کھائے** کہ پیٹ تن جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی ظرف اتنا بُرا نہیں جتنا شکم جو حلال سے پُر ہے۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ روزہ سے آدمی شیطان کو کس طرح دبائے گا۔ اور شہوت کو کیسے توڑے گا۔ جس صورت میں کہ تمام دن کی بھوک پیاس کا تدارک افطار کے وقت کرلے گا۔
- اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھانے کے اقسام روزہ میں ہی ہوتے ہیں۔ چناں چہ عادت ٹھہر گئی ہے کہ سب کھانوں کو رمضان کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں اور رمضان میں اتنا کھا جاتے ہیں کہ ان دنوں میں کئی مہینے میں بھی نہ کھاویں۔ اور ظاہر ہے کہ روزہ سے مقصود پیٹ خالی رکھنا اور خواہش کا توڑنا ہے۔ بایں غرض کہ نفس تقویٰ پر قوی ہو جائے۔ اور جس صورت میں کہ صبح سے شام تک تو نے معدہ کو ٹالا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہش جوش میں آئی اور رغبت قوی ہوئی۔ پھر لذیز چیزیں کھائیں اور خوب سیر کر دیا۔ تو صاف بات ہے کہ اس کی لذت اور قوت دوبالا ہو گئی۔ اور وہ خواہشیں ابھریں گی اور

[1] احیاء العلوم ج ۱، ص ۳۶۶

بالغرض بے روزہ رہتا تو نہ ابھرتیں۔

- غرضیکہ روزہ کی روح اور اصل یہ ہے کہ جو قوتیں برائیوں کی طرف کھینچنے کے وسیلے اور شیطان کی دوا ہیں وہ ضعیف ہو جائیں۔ اور یہ بات بدوں کم کھانے کے میسر نہیں ہوتی۔ یعنی اتنی ہی غذا کھاوے جتنی بدوں روزہ رکھنے کے ہر شب میں معمول تھا۔
- اور جس صورت میں کہ دوپہر کی غذا اور شب کی غذا کو ایک ساتھ کھالیا تو روزہ سے فائدہ نہ ہو گا۔
- بلکہ مستحب یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے تاکہ بھوک اور پیاس کو معلوم کرے اور قوتوں کے ضعیف ہونے پر آگاہ ہو۔ اور کچھ ایک ضعف رات کو بھی بنا رہے تاکہ تہجد اور وظائف پر آسانی ہو۔
- اور کیا عجب ہے کہ اس صورت میں شیطان اس کے دل کے گرد نہ پھٹکے اور وہ آسمان کے ملکوت دیکھ لے اور شب قدر اسی رات کا نام ہے۔ جس میں کچھ ملکوت آدمی پر منکشف ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی یہی مراد ہے۔ فرمایا:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ

- جو شخص اپنے دل اور سینے کے درمیان میں غذا کی آڑ کرے گا وہ اس سیر ملکوت سے محجوب رہے گا۔ اور جو آدمی اپنا معدہ خالی رکھے گا اس کو بھی حجاب دور ہونے کے لیے اسی قدر کافی نہیں۔ جب تک

کہ اپنی ہمت کو غیر اللہ سے خالی نہ کرے کہ تمام بات یہی ہے اور اس سب کی اصل غذا ہی کی کمی ہے۔[1]

- **(٦) ششم افطار کے بعد دل خوف ورجا سے وابستہ رہنا چاہیے**
- کیوں کہ معلوم نہیں کہ اس کا روزہ مقبول ہو کر مقربین کے زمرہ میں اس کا شمار ہو یا روزہ نامنظور ہو۔ اور خفگی کے مستحقوں میں مقصور ہو۔ اور ہر عبادت کے فارغ ہونے پر اسی طرح کا حال ہونا چاہیے۔

چناں چہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:

- عید کے دن ان کا گذر کسی قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوق کے لیے دوڑنے کا میدان مقرر فرمایا ہے کہ سب آدمی اس کی اطاعت کے لیے اس کے اندر دوڑیں۔ تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر اپنے مطلب کو پہنچ گئے اور کچھ لوگ پیچھے رک کر ناامید ہوئے۔ پس جس روز میں کہ جلدی کرنے والے اپنے مطلوب کو پہنچے اور باطل والے محروم رہے، اس روز میں ہنسی اور کھیل کرنے والے سے بڑا تعجب ہے۔ بخدا اگر حقیقت حال واضح کر دی جائے تو مقبول آدمی کو اتنا سرور ہو کہ اس کو کھیل سے باز رکھے اور نامنظور کو اتنا غم ہو کہ اس کو ہنسی سے روک

---

[1] احیاء العلوم باب ششم ج ۱، ص ۳۶۶

دے۔[1]

- احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ تم بوڑھے بزرگ شخص ہو اور روزہ تم کو ضعیف کر دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے لیے کوئی اور سبیل کرو۔
- فرمایا: روزہ کو ایک بڑے لمبے سفر کے لیے تیار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طاعت پر صبر کرنا، اس کے عذاب پر صبر کرنے کی نسبت بہت آسان ہے۔ بالجملہ روزہ میں چھ باتیں باطنی یہ تھیں جو مذکور ہوئیں۔[2]

فقہاء کی رعایت

اب اگر یہ کہو کہ جو شخص شکم اور شرمگاہ کی شہوت سے باز رہنے پر کفایت کرتا ہے۔ اور ان باتوں کو بجا نہیں لاتا تو فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس کا روزہ درست ہے۔

پس اس کے کیا معنیٰ ہیں کہ فقہا درست بتاویں اور تم صحیح نہیں بتاتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر کے فقہا ظاہر کی شرطوں کا اثبات ایسی دلیلوں سے کرتے ہیں جو باطنی شرطوں میں ہماری بیان کی ہوئی دلیلوں سے نہایت ضعیف ہیں۔

خصوصاً غیبت وغیرہ کے باب۔ مگر چوں کہ فقہا ظاہری حکم ایسی چیز

---

[1] احیاء العلوم ج ۱، ص ۳٦۷

[2] احیاء العلوم ج ۱، ص ۲٦۷

پر لگاتے ہیں جس میں غافل اور دنیا کے متوجہ لوگ بھی داخل ہو سکیں اس لیے ان کو شروط ظاہری کے بموجب صحیح کہنا پڑا ہے۔

علمائے آخرت کی غرض صحت سے قبول ہونا ہے

اور قبول ہونے سے ان کی مراد مقصود کو پہنچنا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اَخلَاقْ میں جو ایک خُلق صمدیت ہے یعنی بھوک اور پیاس وغیرہ کا نہ ہونا اس کو اپنی عادت کریں۔ اور شہوات سے رکنے میں حتی الوسع فرشتوں کی اقتدا کریں کہ وہ شہوات سے پاک ہوں۔

اور انسان کا مرتبہ چوپایوں کے مرتبہ سے تو اوپر ہے۔ اس لیے کہ نورِ عقل سے اپنی شہوات کے توڑنے پر قادر ہے اور فرشتوں کے مرتبہ سے نیچے ہے، بایں وجہ کہ اس پر شہوات غالب ہیں اور ان کو دبانے میں مبتلا کیا گیا ہے۔ اس لیے جب کبھی شہوات میں ڈوبتا ہے تو اَسۡفَل السَّافِلِیۡن میں اُتر جاتا ہے۔ اور بہائم کے زمرہ میں لاحق ہو جاتا ہے۔

اور جس وقت کہ شہوات کو اکھاڑتا ہے تو اَعۡلٰی عِلِّیِّیۡن کی طرف اُبھر کر فرشتوں کے کنارہ سے جا لگتا ہے۔ اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں اور جو کوئی ان کا اقتدا کرتا ہے اور ان کی سی عادتیں اختیار کرتا ہے وہ بھی ان کی طرح خدا تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔ کہ قریب ہم شکل بھی قریب ہوتا ہے اور یہ قُرب مکان اور فاصلہ کے اعتبار سے

نہیں بلکہ صفات کے لحاظ سے ہے۔[1]

روزہ کے معنیٰ

اور اس کی اصل کے سمجھنے سے یہ معلوم ہو گیا کہ جو کوئی کھانے اور صحبت سے بچا رہے اور گناہوں کے ارتکاب سے روزہ افطار کرے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی وضو میں اپنے کسی عضو پر تین بار مسح کرے کہ ظاہر میں تو تین بار ہو گیا مگر اصل مقصود جو دھونا تھا وہ چھوڑ دیا، تو اس کی نماز بباعث اس کی جہالت کے اس پر واپس کی جائے گی۔

اور جو شخص کہ کھانے سے افطار کرے اور اپنے اعضاء کو برائیوں سے باز رکھے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ وضو میں کوئی اپنے اعضاء کو ایک ایک بار دھوئے تو اس کی نماز ان شاء اللہ مقبول ہو گی کہ اس نے اصل فرض کو ادا کیا، گو فضیلت کا تارک ہو۔

اور جو شخص کھانے پینے سے بھی روزہ رکھے اور اعضاء سے بھی روزہ رکھے یعنی ان کو برائیوں سے روکے اس کی مثال ایسی ہے کہ ہر ایک عضو کو تین بار دھوئے۔ تو یہ شخص اصل اور فضیلت دونوں کا جامع ہو گا جو کہ مرتبہ کمال ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے روزے نصیب کرے۔ آمین۔

---

[1] احیاء العلوم ج۱، ص ۳۶۷

[2] احیاء العلوم ج۱، ص ۳۶۸

روزہ کی اصل

پس جب کہ روزہ کی اصل ارباب عقل اور اہل دل کے نزدیک یہ ٹھہری تو ایک غذا کے دیر کر دینے اور شام کو دونوں کو ایک ساتھ کھا لینے اور دن بھر اور شہوات میں ڈوبے رہنے سے کون سا فائدہ ہے۔ اور اگر اس جیسے روزہ سے بھی فائدہ ہوتا تو اس حدیث شریف کے کیا معنیٰ ہیں:

كَمْ صَائِم لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِه اِلَّا الْجُوْعَ وَ الْعَطَشُ

ترجمہ: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزہ سے بجز بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں۔[1]

عبد الوحید الحنفی

اور اسی وجہ سے حضرت ابو درداؓ نے فرمایا ہے کہ دانا آدمیوں کا سونا اور افطار کرنا کیا خوب ہے۔ بے وقوفوں کے روزہ اور بیداری کو کیا بُرا جانتے ہیں۔ اہل یقین اور تقویٰ کا ایک ذرہ، مغالطہ والوں کے پہاڑوں کے برابر عبادت سے افضل اور غالب ہے۔

اور اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار افطار کرنے والے ہیں۔ اور بہت سے افطار کرنے والے روزہ دار ہوتے ہیں۔ یعنی افطار کرنے والے روزہ دار وہ لوگ ہیں جو اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھ کر کھاتے پیتے ہیں اور روزہ دار افطار کرنے والے وہ ہیں کہ

[1] نسائی شریف۔ مکارم الاخلاق

بھوکے پیاسے تو رہتے ہیں مگر اپنے اعضاء کو مقید نہیں رکھتے ہیں۔[1]

آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الصَّوْمَ اَمَانَۃٌ فَلْیُحْفَظْ اَحَدُکُمْ اَمَانَتَہ

ترجمہ: روزہ امانت ہے۔ چاہیے کہ تم سے ہر کوئی اپنی امانت کی حفاظت کرے۔

اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّو الْاَمَانَۃَ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو۔

تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ:

کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا امانت ہے۔

اور اگر سُننا اور دیکھنا روزہ کی امانتوں میں سے نہ ہوتا۔ تو آپ ﷺ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ

اگر کوئی لڑائی کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

یعنی میں نے اپنی زبان کو امانت رکھا ہوا ہے، میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

تیرے جواب دینے میں اس کو کیسے چھوڑ دوں۔ اور جب کہ معلوم

---

[1] احیاء العلوم ج ۱، باب ششم ص ۳۶۷

ہوا کہ ہر عبادت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن اور ایک پوست ہے اور ایک مغز ہے۔

اور اس کے پوست کے بہت سے درجے ہیں، اور ہر درجے کے بہت سے طبقات ہیں۔ تو اب تم کو اختیار ہے، چاہو تو مغز کو چھوڑ کر پوست پر قناعت کرو یا زمرۂ اہل خِرد میں داخل ہونا پسند کرو۔[1]

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں روزہ کی حقیقت نصیب کرے۔ اور اہل عقل میں شمار کرے، اور روزہ کا مغز عطا کرے۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الکَرِیْم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

اڈیالہ جیل راولپنڈی (نظر بند سیل ۳)

۲۲ دسمبر ۱۹۹۸ء مطابق ۲؍رمضان ۱۴۱۹ھ بروز منگل

النور مینجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

1 احیاء العلوم ج۱، باب ششم ص۳۶۸۔

خدامِ اہلِ سُنّت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)
(۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے
تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں
وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں
حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو — تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو
صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا
تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں — کسی میداں میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو
تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی — رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے — تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے
تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم — ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

ـ الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

8255

صل کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ مدد — حق چاریار

کتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(حصہ سوم)

روزہ کے مسائل

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 82

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: فضائل واحکام رمضان المبارک (حصہ سوم)

سلسلہ اشاعت: 82 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 24

قیمت: 150 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 22 ذی الحجہ 1419ھ مطابق 9 اپریل 1999ء بروز جمعۃ المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حصہ سوم	4
کِتابُ الصّیام	5
فضائل واحکام رمضان المبارک	5
احکام رمضان المبارک	9
کفارہ	10
تراویح	10
تراویح عہد نبوی ﷺ میں	11
تراویح دور خلافت راشدہ میں	12
اعتکاف کی فضیلت واہمیت	14
روزہ افطار کرانا	15
روزہ دار کو کھانا کھلانا	15
غروب کے بعد افطار میں جلدی کرنا	16
بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا	16
جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	16
جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	17
نماز عید	18
صدقۃ الفطر	19
فطرانہ کی مقدار	20
تکبیرات عید	20

☆☆☆☆

عبدالوحید الحنفی

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی [شوریٰ پ ۲۵]

فرما دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتہ داروں میں محبت چاہیے۔

شجرۂ مودّت

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی — یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

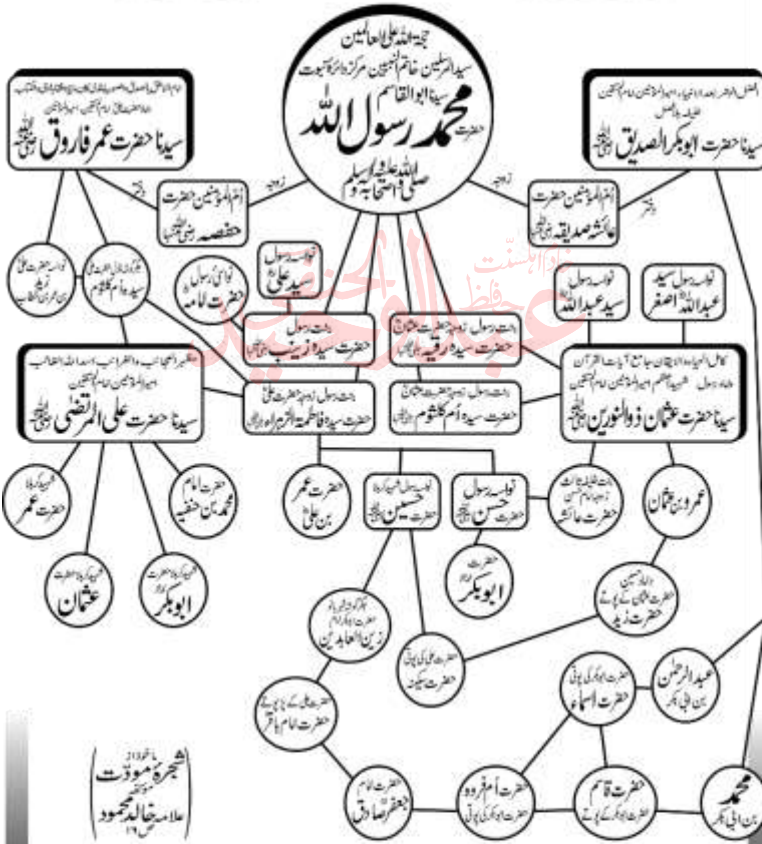

ماخوذ از شجرۂ مودّت
مؤلفہ علامہ خالد محمود
ص ۱۹

alnoor 0334-8706701 www.alnoors.com Management Chakwal (Pakistan)

حصہ سوم

کِتابُ الصّیام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

فضائل واحکام رمضان المبارک

برادران اسلام! حضرت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ (اصلی کلمہ اسلام) ۱:۔ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے مستحق نہیں (یعنی قولی، مالی، بدنی وغیرہ) ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ۲:۔ نماز ۳:۔ روزہ ۴:۔ زکوٰۃ ۵:۔ حج

پہلے رکن میں توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح نہ ہو، کوئی عمل قبول نہیں۔ صحت عقیدہ کے بعد ہر مسلمان پر دوسرے چار ارکان فرض ہیں جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور عمل نہ کرے تو فاسق اور سخت گناہگار ہے۔ اس زمانہ میں اکثر مسلمان ارکانِ دین سے غافل ہیں اور خصوصاً عقیدہ توحید کی تو بہت کم سمجھ رکھتے

ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ اعمال کو تو عموماً بھلا رکھا ہے۔جی میں آیا تو کرلیا ورنہ کوئی پرواہ نہیں۔ حالاں کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، اس لیے ضروری سمجھا کہ ماہِ رحمت کے فضائل واحکام عامۃ المسلمین تک پہنچا دیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت و توفیق عمل نصیب فرمائیں۔ آمین۔

۱:۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ۔[2]

۲:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ[3]

ترجمہ: ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے جملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں

---

[1] پ ۲ رکوع ۱۶ البقرۃ آیت ۱۸۳۔
[2] ترجمہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
[3] پ ۲ رکوع ۱۷ البقرۃ آیت ۱۸۵۔

عبد الوحید حفظ الرحمٰن

موجود ہو، اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے۔[1]

حدیث:۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین پابند سلاسل کر دیے جاتے ہیں۔[2]

حدیث:۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا وہ محروم ہی رہا۔[3]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیے جاتے ہیں او

---

1 ترجمہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
2 بخاری شریف، مسلم شریف
3 مسند احمد، نسائی، مشکوٰۃ

ردوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ "اے خیر کی تلاش کرنے والے آگے آ اور اے شر کے تلاش کرنے والے رک جا" اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ اور رمضان کی ہر رات میں یہی ہوتا ہے۔[1]

مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں:

۱:۔ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن جیسی کتابِ ہدایت نازل ہوئی۔

۲:۔ روزہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

۳:۔ روزہ مسلمان کے ایمان کی آزمائش کے لیے فرض ہوا ہے۔ اس میں بھوک پیاس اور گرمی وغیرہ کی تکلیف کو رضائے الٰہی کے لیے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ روزہ سے صبر و برداشت اور ضبط نفس کی قوت بڑھتی ہے اور صبر ہی وہ غیر معمولی طاقت ہے جس سے انسان مصائب پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت و نصرت صابرین کے شامل حال ہوتی ہے۔

۴:۔ روزہ میں بھوکا پیاسا رہنے سے دوسرے محتاج اور فاقہ مست انسانوں

[1] مسند احمد بن حنبل، ابن ماجہ، مشکوٰۃ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کی تکلیف کا زیادہ احساس ہوتا ہے جس سے قلب میں رقت اور رحم دلی پیدا ہوتی ہے۔

۵:۔روزہ سے نفس شکستہ ہوتا ہے جس سے روحانیت اور قرب خداوندی میں ترقی ہوتی ہے۔[1]

احکام رمضان المبارک

۱:۔ ہر مومن مرد اور عورت پر رمضان کے روزے فرض ہیں، لیکن نابالغ اور مجنوں پر فرض نہیں۔

۲:۔ مریض اور مسافر کے لیے رخصت ہے (اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے بھی جب کہ بچہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو) لیکن سفر اور مرض میں اگر روزے رکھے تو بہتر ہے ورنہ بعد میں قضا کرے، بالکل معاف نہیں ہوتا۔

نوٹ: شرعی سفر کی مقدار ۴۸ میل (۷۷۔۵ کلومیٹر) ہے اور مرض سے مراد وہ مرض ہے جس میں روزہ سے تکلیف اور مرض بڑھ جائے۔

۳:۔ جو بوڑھا روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتا وہ ہر روزہ کے بدلہ دو سیر (پونے دو کلو) گیہوں یا چار سیر (پونے چار کلو) جو یا اناج کی قیمت مسکین کو فدیہ دے۔

۴:۔ عورت کے لیے حیض و نفاس کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں

[1] فضائل واحکام رمضان المبارک، مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

لیکن بعد میں قضا واجب ہے۔

۵:۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دوپہر سے کچھ پہلے روزہ کی نیت کر لینا درست ہے۔

۶:۔ ایسے نابالغ بچے جو روزہ رکھ سکیں ان کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

۷:۔ روزہ رمضان کی نیت رات کو کرے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۸:۔ فصلوں کی کٹائی وغیرہ میں اگر روزہ زیادہ تکلیف دیتا ہو تو روزہ ضرور رکھے اور کام کاج چھوڑ دے، دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کرے۔

کفارہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اگر بلا عذر شرعی روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ روزہ کے بدلے لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے یا روزہ کے بدلے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن تک کچا اناج یا اس کی قیمت دے، اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو۔

تراویح

۱:۔ رمضان المبارک میں بعد نماز عشاء بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔

۲:۔ اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنانا جائز نہیں۔

۳:۔ ختم القرآن کے وقت سورۃ قل ھو اللہ احد یا کسی سورۃ کا بار بار پڑھنا بے اصل ہے۔

۴:۔ تراویح میں سورتیں بہت تیزی سے پڑھنا اور جلدی جلدی رکوع سجدہ کرنا دربارِ خداوندی میں گستاخی اور گناہ ہے۔

۵:۔ جو حافظ یا امام داڑھی منڈواتا ہو، مٹھی بھر سے کم کترواتا ہو تو اسے امام نہیں بنانا چاہیے۔[1]

تراویح عہد نبوی ﷺ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے وجوب کا حکم نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے جس شخص نے ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے۔[2]

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان کی) ایک رات مسجد میں تراویح پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات کی نماز میں شرکاء زیادہ ہو گئے۔ تیسری یا

---

[1] احکام رمضان مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ صاحب

[2] بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف

چوتھی رات آپ ﷺ نمازِ تراویح کے لیے تشریف نہ لائے اور صبح کو فرمایا "میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا ہے اور میں اس ڈر سے نہیں آیا کہ کہیں نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے"[1]

خلاصہ کلام یہ کہ مسئلہ تراویح کی تمام روایات میں نماز تراویح کا باجماعت پڑھنا ثابت ہے۔

تراویح دور خلافت راشدہ میں

رمضان المبارک کی تمام راتوں میں عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے باجماعت نماز تراویح میں قرآن مکمل کرنے کا باضابطہ سلسلہ عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں شروع ہوا اور بیس رکعت تراویح پڑھی جانے لگیں۔ اس کیفیت میں عہد فاروقی رضی اللہ عنہ، عہد عثمانی رضی اللہ عنہ اور عہد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں بیس (۲۰) رکعت تراویح باجماعت ادا کی گئیں، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۱:۔ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیئیس رکعت (مع وتر) ادا فرماتے تھے۔[2]

۲:۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان میں بیس (۲۰) رکعات

---

1 مسلم، الترغیب فی صلاۃ التراویح
2 موطا امام مالک ماجا قیام رمضان

پڑھتے تھے اور ایک سو سے زائد آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔
اور حضرت عثمان ؓ کے دور میں تو بعض لوگ شدت قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔[1]

۳:۔ حضرت عبد الرحمٰن ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے رمضان میں قرآء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھائے۔ عبد الرحمٰن ؓ کہتے ہیں کہ وتر حضرت علی ؓ پڑھاتے تھے۔[2]

۴:۔ ترمذی شریف میں امام ترمذی ؒ لکھتے ہیں کہ اکثر اہل علم اس پر ہیں جو مروی ہے حضرت علی ؓ اور حضرت عمر ؓ وغیرہ صحابہ ؓ سے کہ بیس رکعتیں پڑھے۔ یہی امام سفیان ثوری ؒ، امام ابن مالک ؒ اور امام شافعی ؒ نے کہا ہے کہ ایسا ہی پایا ہم نے اپنے شہر مکے میں کہ پڑھتے ہیں بیس رکعت[3]

حرمین شریفین میں دور فاروقی ؓ سے آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے اور اہل سنت و الجماعت، عہد صحابہ کرام ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین ؓ پر

---

1 بیہقی شریف عدد رکعات القیام فی رمضان
2 بیہقی شریف، عدد رکعات القیام فی رمضان
3 ترمذی شریف۔ باب ما جآء فی قیام شہر رمضان

عمل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے:

حدیث: فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بِهَا وَ عَضُّوْ عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذْ وَ اِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ۔ فَاِنْ كُلّ مُحْدَثَة بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة

یعنی اختلاف کثیر کے زمانے میں تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کی سنت (طریقہ) کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا اور بچنا تم نئے کاموں سے اس لیے کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اعتکاف کی فضیلت واہمیت

رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے آخری روزہ کے ختم ہونے تک مسجد جماعت میں ٹھہرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ بستی میں اگر ایک شخص اعتکاف کرے تو دوسرے مسلمان بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب گناہگار ہوں گے، عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بحوالہ: مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حدیث ۴۲ مشکوۃ شریف، مستدرک حاکم، جامع صغیر جلد اول، حدیث ۲۸۴

نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہو گا۔[1]

روزہ افطار کرانا

حدیث:۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامان جہاد دیا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔[2]

جس نے اس میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو وہ اس کے لیے اس کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے اس کی خلاصی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا مگر روزے دار کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جس نے پانی اور دودھ کے گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے روزہ افطار کرایا۔

روزہ دار کو کھانا کھلانا

جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا پانی پلائیں گے کہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ جنت میں

[1] حوالہ طبرانی، اوسط بیہقی، حاکم الترغیب
[2] بیہقی شریف

داخل ہو جائے گا۔[1]

غروب کے بعد افطار میں جلدی کرنا

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، کیوں کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔[2]

بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے وہ اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔[3]

یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا مگر رمضان المبارک کی برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

۱:۔ قصداً کھانا پینا۔

۲:۔ ناک یا کان میں دوائی ڈالنا۔

۳:۔ قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔

---

1 بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ
2 ابو داؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ
3 بخاری فی ترجمہ باب، مسند احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ داری، مشکوٰۃ

۴:۔ کلی کرتے وقت حلق سے پانی چلا جانا۔

۵:۔ سگریٹ اور حقہ پینا۔

۶:۔ نسوار ڈالنا۔

۷:۔ پان کھانا۔

۸:۔ غلطی سے یہ سمجھ کر روزہ کھولنا کہ سورج غروب ہو گیا ہے۔

۹:۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کھانا۔

۱۰:۔ لوبان وغیرہ کے دھوئیں کا قصداً حلق میں داخل کرنا۔

۱۱:۔ جس تھوک میں خون زیادہ ہو اس کو نگل جانا۔

۱۲:۔ دانتوں وغیرہ میں گوشت کا ریشہ رہ جائے اس کو منہ میں سے نکال کر کھالے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اندر ہی اندر زبان سے نکال کر نگل کیا تو اگر وہ چنے کے برابر ہو یا زائد تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔

۱۳:۔ دمہ کے مریض جو آلہ انہیلر استعمال کرتے ہیں روزہ کے دوران استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱:۔ بھول کر کھانا پینا۔

۲:۔ مسواک کرنا خواہ کڑوی ہو۔

۳:۔ خود بخود قے آنا۔

۴:۔ خوشبو سونگھنا۔

۵:۔ بلا قصد حلق میں گرد و غبار، مکھی مچھر چلا جانا۔

۶:۔ سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگانا۔

۷:۔ احتلام ہونا۔

۸:۔ آنکھ میں دوا یا پانی ڈالنا۔

۹:۔ تھوک اور بلغم نگلنا۔

۱۰:۔ منہ بھر سے کم قے کرنا۔

۱۱:۔ پان کی سرخی غرغرے کے بعد رہنا۔

۱۲:۔ انجکشن (ٹیکہ) لگوانا۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں ایسا ٹیکہ ایجاد ہو جس کے ذریعے براہ راست دوا پیٹ یا دماغ میں پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

نماز عید

جہاں نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے وہاں یکم شوال کو دو رکعت نماز عید الفطر چھ زائد تکبیرات کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں ثناء یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... الخ آخر تک پڑھ کر تین بار اللہ اکبر کہے اور ہر بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر

ہاتھ نیچے لٹکا دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر امام سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھے۔ پھر رکوع و سجود کے بعد دوسری رکعت میں فاتحہ وغیرہ پڑھ کر اسی طرح تین تکبیریں کہے اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں چلا جائے اور نماز پوری کرے۔

عید کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے کچھ کھا لینا مستحب ہے۔ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں (اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر. اَللّٰہُ اَکْبَر وَ لِلّٰہِ الْحَمْد) آہستہ آواز میں پڑھتا جائے۔

زاہر السنۃ عبد الوحید الحنفی حفظہ

صدقۃ الفطر

جس مسلمان پر زکوٰۃ واجب ہے یا زکوٰۃ واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کا مال و اسباب ہے خواہ اس مال و اسباب پر سال گزر چکا ہو یا نہ ہو صدقۃ الفطر واجب ہے۔ دو سیر گندم، جَو چار سیر، یا آٹا یا اس کی قیمت ادا کریں۔ (نوٹ: آج کل یعنی ۱۴۴۴ھ رمضان میں) چاندی کا ریٹ تقریباً 2100 روپے تولہ ہے اس حساب سے ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت تقریباً 110250 روپے ہے۔ اس طرح ہر سال نصاب معلوم کر لیا جائے۔

(۲) نابالغ اولاد کا صدقہ فطر بھی باپ کے ذمہ ہے۔

(۳) عید کے دن نماز فجر کا وقت شروع ہونے پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔

(۴) اگر کوئی فجر سے پہلے فوت ہو گیا تو اس پر واجب نہیں۔

(۵) صدقۃ الفطر دو سیر گندم یا چار سیر جَو یا ان کی قیمت کسی محتاج کو دینی چاہیے۔

فطرانہ کی مقدار

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ میں صدقہ فطر:

گندم یا آٹا 2 کلو یا اس کی قیمت 250 روپے، کھجور ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت 1500 روپے، کشمش ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت 2500 روپے فطرانہ فی کس دے دیں۔

تکبیرات عید

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ [1]

اللہ تعالیٰ ان سب اکابرین کے بتلائے ہوئے عقیدہ اور نظریہ پر چلنے کی توفیق نصیب کریں اور اپنی رضا عطا فرمائیں۔ اور سب مسلمانوں کو اس پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔

[1] نیل الاوطار

ہیں فرائض دین کے جو روزہ و حج و زکوٰۃ
کر نمازِ پنجگانہ کی بھی پابندی مدام
سرورِ کونین ﷺ کی سنت پہ رہ ثابت قدم
کر رضائے حق کی خاطر خدمتِ ملک و عوام
اور ہیں آلِ نبی ﷺ، اصحاب رضی اللہ عنہم بھی سب جنتی
مل چکی قرآں میں ہے ان کو رضوان دوام

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت
عبدالوحید الحنفی چکوال

یکم رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ ۲۳مارچ ۲۰۲۳ء بروز جمعرات

النور مینجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

رسائل الحنفی

الحنفی لائبریری کے زیرِ اہتمام درج ذیل تمام مطبوعہ کتب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں (کال یا واٹس ایپ):
Call/WhatsApp: +92-336-0551357
تمام کتب پی ڈی ایف فارمیٹ میں آن لائن پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے وِزٹ کریں:
www.alhanfi.com
دینِ اسلام اور تاریخِ اسلام کے موضوعات پر مبنی یہ کتابیں خود پڑھیں اور اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کے ساتھ شیئر بھی کریں۔ شکریہ

سلسلہ نمبر	عنوان کتاب	صفحات	فارمیٹ
1	دینِ اسلام کا لغوی معنیٰ اور اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ (حصہ اول)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
2	تعلیماتِ اسلام، انسان کی تخلیق	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
3	تعلیمات اسلام (حصہ اول)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
4	تعلیمات اسلام (حصہ دوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
5	تعلیمات اسلام (حصہ سوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
6	سیرت رحمت للعلمین حضور ﷺ (حصہ اول)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
7	سیرت رحمت للعلمین حضور ﷺ (حصہ دوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
8	سیرت رحمت للعلمین حضور ﷺ (حصہ سوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
9	سیرت رحمت للعلمین حضور ﷺ (حصہ چہارم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
10	فضائل درود و سلام	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
11	مناقب اہل بیت رسول ﷺ (حصہ اول)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
12	مناقب امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ، آل رضی اللہ عنہم و اصحاب رضی اللہ عنہم نبی ﷺ (حصہ سوم)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
13	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ اول)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
14	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ دوم)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف

خادم اہلسنت عبدالوحید قطب الحنفی

سلسلہ نمبر	عنوانِ کتاب	صفحات	فارمیٹ
15	مناقب خلفائے راشدین (حصہ اول)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
16	مناقب خلفائے راشدین (حصہ دوم)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
1-16	دینِ اِسلام کیا ہے؟ مع سیرت رحمت للعٰلمین ﷺ (کامل حصے)	640	طبع شدہ / پی ڈی ایف
17	اَہلِ سُنّت کون؟ اور اہلِ بدعت کون ہیں؟	16	طبع شدہ / پی ڈی ایف
18	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول)	16	طبع شدہ / پی ڈی ایف
19	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ دوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
20	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ سوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
18-20	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول تا سوم)	80	طبع شدہ / پی ڈی ایف
21	سلاسل طیبہ (حصہ اول)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
22	اربعین نبوی ﷺ چہل حدیث	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
21-22	تعلیمُ السّالک	96	طبع شدہ / پی ڈی ایف
23	عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ اول)	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
24	عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ دوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
25	عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ سوم)	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
23-25	عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ اول تا سوم)	128	طبع شدہ / پی ڈی ایف
26	کتب تاریخ کی حقیقت	64	طبع شدہ / پی ڈی ایف
27	دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟	32	طبع شدہ / پی ڈی ایف
28	مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم	96	طبع شدہ / پی ڈی ایف
29	غزوۂ بدر تک کی مہمات اور جنگ بدر	112	طبع شدہ / پی ڈی ایف

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

فارمیٹ	صفحات	عنوان کتاب	سلسلہ نمبر
طبع شدہ / پی ڈی ایف	80	غزوۂ اُحد تک کی مہمات اور جنگ اُحد	30
طبع شدہ / پی ڈی ایف	96	فتوحاتِ نبوی ﷺ	31
طبع شدہ / پی ڈی ایف	80	فتح مکہ دلکش منظر	32
طبع شدہ / پی ڈی ایف	272	فتوحات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	33
طبع شدہ / پی ڈی ایف	152	سیرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	34
طبع شدہ / پی ڈی ایف	320	سیرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	35
طبع شدہ / پی ڈی ایف	32	حدیثِ قرطاس	36
طبع شدہ / پی ڈی ایف	48	حقیقتِ باغِ فدک	37
طبع شدہ / پی ڈی ایف	224	سیرت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	38
طبع شدہ / پی ڈی ایف	112	فتنہ سبائیت کی حقیقت	39
طبع شدہ / پی ڈی ایف	176	سیرت حضرت علی المرتضیٰ	40
طبع شدہ / پی ڈی ایف	96	حدیث غدیرِ خم کی حقیقت	41
طبع شدہ / پی ڈی ایف	272	سیرت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع سیرت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور حدیث غدیرِ خم کی حقیقت	40-41
طبع شدہ / پی ڈی ایف	288	خلافتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	42
طبع شدہ / پی ڈی ایف	390	حضرت حسین رضی اللہ عنہ (سیرت وشہادت)	43
طبع شدہ / پی ڈی ایف	176	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (خلافت وشہادت)	44
طبع شدہ / پی ڈی ایف	32	تاریخ مذاہب	45
طبع شدہ / پی ڈی ایف	40	مسلمانوں کے عقائد وافکار	46

عبدالوحید الحنفی

صداقت اہلسنّت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزٹ کریں:
www.alhanfi.com